تادیب و تشدد کی مروجہ صورتوں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

ڈاکٹر فریدہ یوسف *

ڈاکٹر نسیم اختر **

Abstract

The treatment of those who have been arrested on the basis of the suspicions and doubt in reference to research and investigation is comprehensible. Every kind of torture is adopted to attain the truth. The afflictions that are often given are usually more than the punishment of crime. In contemporary times, in addition to police investigation centers, there are many other private places, which include regular torture cells. During investigation most of the time prisoner's confessions are taken forcefully in these cells. The question is that whether the confession of a criminal who is ''so-called'' guilty under the violence-based investigation procedure is really acknowledged? Or will the accused confess his deception to avoid the torture? This study examines the new techniques and methods of investigation in the light of Islamic teachings.

Keywords: investigation, torture cells, prisoners, violence, Islamic teachings.

عصرِ حاضر میں تھانوں یا حوالات وغیرہ میں محض شک کی بنیاد پر گرفتار کئے گئے افراد سے تحقیق و تفتیش کے نام پر جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ حقیقت اگلوانے کے لئے ہر قسم کے انسانیت سوز مظالم کئے جاتے ہیں۔ اس میں جو اذیتیں دی جاتی ہیں وہ اکثر اوقات جرم کے نتیجہ میں طے کی جانے والی سزا سے بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ عصر حاضر میں مختلف علاقوں میں پولیس کے تفتیشی مراکز تھانوں اور حوالات کے علاوہ کئی دیگر پرائیویٹ جگہوں پر بنائے گئے ہوتے ہیں جن میں باقاعدہ ٹارچر سیل ہوتے ہیں۔ ان عقوبت خانوں میں تحقیق و تفتیش کے نام پر بزور اعترافِ جرم کرایا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کسی ملزم سے موجودہ تشدد پر مبنی تفتیشی طریقِ کار کے تحت اعترافِ جرم کرانے میں اس بات کے لئے کیا تحفظات ہیں کہ صرف مجرم ہی اعتراف جرم کرے گا؟ یا اذیتوں سے بچنے کے لئے ملزم اپنے ناکردہ گناہوں کا اعتراف کرلے گا؟ اسیران کو دورانِ تفتیش پیش آنے والے معاملات کو موجودہ باب میں دو فصول کے تحت ذکر کیا جائے گا۔ فصل اول تفتیش کے دائرہِ کار سے متعلق ہے جبکہ فصل دوئم میں تفتیشی طریقہءِ کار زیر بحث لایا جائے گا۔

*اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، شہید بینظیر بھٹو یونیورسٹی پشاور

فصل اول تفتیش کا دائرہِ کار

1۔ تفتیش کا معنی و مفہوم

تفتیش عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ "فتش" ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی چیز کو پوچھنا، ڈھونڈنا، تلاش کرنا، کھولنا، تحقیق و تفتیش کرنا۔ لسان العرب کے مطابق "فتش "اور "تفتیش" کا معنی ہے چاہنا، بحث کرنا، کسی چیز کو بہت اچھی طرح سے کھولنا، اس کی جانچ کرنا[1]۔ المعجم الوسیط میں درج ہے "فتش" سے مراد کسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا۔ اس سے ایسے امور اور اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ مراد ہے جو دقت اور اہتمام کے ساتھ معلوم ہوں۔ الفتاش اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بہت زیادہ تفتیش کرے۔ اور لوگوں کے معاملات کی ٹوہ میں رہے۔ مفتش وہ ذمہ دار شخص ہے جو حکومتی معاملات یا دیگر پیش آمدہ معاملات میں تحقیق کرے[2]۔ **"فتش المکان "** کا مطلب ہے تلاشی لینا[3]۔ معجم لغۃ الفقھاء میں تفتیش کا معنی درج ہے کسی معاملہ کو جاننے کے لئے اس کی جانچ پڑتال کرنا اور اس کی تفصیلات حاصل کرنا۔ مخفی چیز کو نکالنے کے لئے گمشدہ چیز کو تلاش کرنا۔ مکان کی تلاشی کرنا[4]۔ تاج العروس میں تفتیش کے حوالے سے درج ہے: فتش دراصل ضرب لگانے کے معنوں میں ہے۔ جبکہ تفتیش کسی چیز کی تلاش کے مطالبے کا نام ہے۔ یہ لیث اور ابن فارس کی رائے ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تفتیش کرو اور اس میں ہرگز کاہلی یا سہل انگاری نہ کرو۔ یعنی تحقیق و تلاش میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جائے[5]۔

انگریزی میں تفتیش کے لئے (Interrogation) کا لفظ مستعمل ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا میں اس سے مراد ہے رسمی اور منظم طریقے سے سوال کرنا۔ گویا کہ کسی ریڈیو یا راڈار جیسے آلے کی مانند کسی مقام پر درست نشان تک راہنمائی کرنا تاکہ مطلوبہ نتیجہ حاصل کیا جا سکے[6]۔ انگریزی لغت میں اس لفظ کے حوالہ سے درج ہے کسی سے طویل دورانیے کے لیے بہت سوالات کرنا تاکہ اس سے مطلوبہ معلومات حاصل کی جا سکیں۔ بعض اوقات اس مقصد کے لیے دھمکانا۔ جیساکہ کہا جاتا ہے کہ پولیس نے کسی سے مشکوک شخص سے بہت دیر تک تفتیش کی[7]۔ انگریزی میں تفتیش کے لئے ایک اور لفظ (Investigation) بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ لغت میں اس کا معنی ہے کسی غلط فعل یعنی جرم یا کسی حادثے یا کسی قسم کے مسئلے کے وقوع پذیر ہونے کی وجوہات کی سرکاری سطح پر کی جانے والی تحقیق کو تفتیش کہا جاتا ہے۔ نیز بالخصوص جرائم کی تحقیق کے لئے (Criminal Investigation) یعنی تفتیش، جرائم کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے[8]۔ اسی طرح تفتیش کے لیے ایک اور مقام پر درج ہے کہ تفتیشِ جرائم ان طریقوں کا احاطہ کرتی ہے جن میں جرائم کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور مجرموں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ تفتیش کار کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان تمام محرکات، طریقوں اور معاملات سے واقفیت اختیار کرے جو اسے مجرموں کی تشخیص اور گواہوں کے تزکیہ کے بارے میں درست راہنمائی کریں۔ مشکوک افراد سے تفتیش کرنا تحقیقِ جرائم کا نہایت اہم مرحلہ ہے۔ بعض ممالک میں یہ مرحلہ نرمی سے طے کیا جاتا

ہے کیونکہ یہ خیال ہے کہ اقرار بالجبر عدالت میں رد کیا جا سکتا ہے[9]۔تاہم عصرِ حاضر میں (پولی گراف) اور (لائی ڈیٹیکٹر) (Polygraph and lie Detector) جیسے آلات کے ذریعے تفتیش کے دائرہِ کار کو وسعت دی گئی ہے۔

2۔ اسلامی نکتہ ءِ نظر سے تفتیش کا دائرہِ کار

عصر حاضر میں ان عقوبت خانوں (Torture cells) میں جو تکالیف دی جاتی ہیں وہ انسانی حوالوں سے نا قابل برداشت اور نا قابل بیان ہوتی ہیں۔ زیر بحث موضوع یہ ہے کہ مذکورہ بالا عقوبت خانوں میں تشدد کے ذریعے حقائق معلوم کرنے کی کس حد تک اجازت ہے جبکہ گرفتار کئے گئے شخص کے لئے جتنا امکان مجرم ہونے کے ہے اتنا ہی امکان معصوم ہونے کا بھی ہے۔اس حوالہ سے درج ذیل امور زیرِ بحث آئیں گے۔

تحقیق و تفتیش کی غرض سے قیدی پر مار پیٹ کے حوالہ سے فقہانے قیدیوں کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ایک وہ جو قرض یا کسی مالی حق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے قید ہوں۔ایسے قیدیوں کو مارنے کی اجازت نہیں۔احناف نے لکھا ہے کہ مدیون کو مارا نہ جائے[10]۔ایک دوسرے مقام پر دین کے علاوہ دیگر وجوہ کی بناپر بھی مار پیٹ کی ممانعت کی ہے۔لکھا ہے کہ قاضی کے لئے جائز نہیں کہ وہ محبوس کو قرض کی وجہ سے قید ہونے کی صورت میں یا اس کے علاوہ کسی دوسری وجہ سے قید ہونے کی صورت میں مار پیٹ کرے[11]۔

دوسرا وہ قیدی ہے جسے چوری یا ڈکیتی جیسے کسی خطرناک جرم کی وجہ سے پکڑا گیا ہو اور وہ الزام سے انکار کر رہا ہو۔ایسے قیدی پر اگر اس طرح کے جرائم کا الزام ہے اور قاضی مناسب سمجھتا ہے تو اس کے لئے ضرب کا حکم دے سکتا ہے۔ شرعاً متہم ہونے کا مطلب فقہانے یہ بتایا ہے کہ اس پر دو مستور یا ایک عادل گواہ کے ذریعے الزام لگایا جائے، یا ایسا شخص بھی شرعاً متہم قرار دیا جائے جو جرائم میں شہرت رکھتا ہو اور قاضی کو اس کا علم ہو تو صرف قاضی کا باخبر ہونا اس کے لئے کافی ہوتا ہے[12]۔یعنی الزام کے ساتھ قرائن بھی ہوں جیسا کہ ملزم کا بری شہرت کا حامل ہونا بھی ایک قرینہ ہے یا وہ ایسا شخص ہو جو پہلے سے سزا یافتہ ہو وغیرہ۔اس کی دلیل حدیثِ مبارکہ سے بھی ملتی ہے۔

((فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ... وَتَدَعُونَهُ إِذَا كَذَبَكُمْ))[13]

"اس سے تفتیش کرنے لگے کہ ابوسفیان کہاں ہے ؟اس نے کہا اللہ کی قسم مجھے اس کے معاملہ کی کوئی خبر نہیں، لیکن یہ اہلِ قریش آئے ہیں۔ان میں ابو جہل، عتبہ و شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ جب وہ صحابہ کو یہ بات کہتا تو وہ اسے مارنے لگتے۔پس وہ کہتا مجھے چھوڑو، مجھے چھوڑو، بتاتا ہوں۔جب اسے چھوڑ دیتے تو کہتا اللہ کی قسم مجھے ابوسفیان کا کچھ علم نہیں، لیکن یہ اہلِ قریش آئے ہیں۔ان میں ابو جہل، ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ سب سن رہے تھے۔جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری

جان ہے، جب وہ تمہیں سچ کہتا ہے تو تم اسے مارنے لگتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہو"

یہ واقعہ آپ ﷺ کی زندگی میں ہوا۔آپ ﷺ کے علم میں تھا۔آپ ﷺ نے اس پر تبصرہ فرمایا کہ جب وہ سچ کہتا ہے تو اس کو مارتے ہو اور جب جھوٹ کہتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو۔ مگر اس سے تحقیق کرنے کی ممانعت نہیں فرمائی۔ اس حوالہ سے یہ امر بھی اہم ہے کہ جس شخص پر سنگین الزامات ہوں وہ سختی کئے بغیر اپنے جرائم کو قبول نہیں کرے گا۔لہٰذا سوال یہ ہے کہ سچ اگلوانے کے لئے کس حد تک سختی کی جا سکتی ہے، جبکہ فقہ کا اصول یہ بھی ہے کہ دست درازی اور جبر کی بنیاد پر اقرار ناپسندیدہ ہے[14]۔

اس صورت میں دونوں امکانات ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس سختی کی بنیاد پر ملزم جھوٹا اقرار کرلے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر سختی نہ کی جائے تو مجرم اقرار نہ کرے۔اس حوالہ سے ''ردالمحتار'' میں ہی ایک روایت درج ہے کہ حبان بن حبلہ [15] (بلخ کے امیر) نے عصام بن یوسف [16] سے سوال کیا کہ ایسا چور جو چوری سے انکار کر رہا ہو اس کا کیا حکم ہے۔ عصام نے فرمایا کہ اس پر قسم ہے۔اس پر اس نے کہا کہ چور اور قسم؟ (یعنی چور کو بھلا قسم کی کیا پرواہ) ذرا کوڑا لاؤ اور ابھی دس کوڑے بھی نہیں لگائے تھے کہ اس نے اقرار کر لیا اور مال مسروقہ لے آیا۔ تو عصام نے کہا، سبحان اللہ میں نے ایسا ظلم نہیں دیکھا جو عدل کے مشابہ ہو۔ جیسا کہ اس واقعہ میں مشاہدہ میں آیا۔اس واقعہ کے بعد روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن العوام کو بعض معاہدین کو تکلیف دینے کا حکم دیا، جبکہ انہوں نے حیی بن اخطب کا خزانہ چھپایا۔ جب ایسا کیا گیا تو یہ فعل مال کی وصولی پر منتج ہوا فرمایا کہ یہ وہ ہے جس کی لوگ کوشش کرتے ہیں اور اس پر عمل ہے[17]۔

اس سے معلوم ہوا کہ سچ اگلوانے کے لئے تنبیہ کی جا سکتی ہے لیکن حدود میں رہ کر۔ کیونکہ جب ثبوتِ جرم کے بعد بھی ایسی سزا نہیں دی جا سکتی جو کہ غیر انسانی اور غیر اخلاقی ہو تو تفتیش کے لئے، جبکہ ملزم کے مجرم نہ ہونے کا امکان بھی ہو، ایسی سزا نہیں دی جا سکتی۔

فقہا اس حوالہ سے بھی مختلف الآراء ہیں کہ اس طرح جبر واکراہ سے کیا ہوا اقرارِ جرم معتبر بھی ہوگا یا نہیں۔علامہ شامی نے ہی واضح کیا ہے کہ جن فقہا نے اقرارِ جرم بالاکراہ کو درست مانا ہے تو انہوں نے اس کی حد یہ بیان کی ہے کہ ضرب سے ہڈی ظاہر نہ ہو۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے لکھا ہے کہ پولیس یا غنڈوں کے جبر واکراہ کی بنیاد پر کیا گیا اقرار شرعاً معتبر نہیں۔ اس پر کوئی شرعی حکم مرتب نہیں ہو سکتا اور کوئی فیصلہ اس کی بنیاد پر نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اوپر حوالہ گزر چکا ہے۔ یعنی یہ حالات اور قرائن پر منحصر ہے۔ اگر اقرار بالجبر کے ساتھ دیگر قرائن یا ثبوت بھی مل جائیں تو ایسا اقرار قبول ہوگا، اور اگر اقرار کے ساتھ اور کوئی گواہی، ثبوت یا قرینہ نہ ہو تو اقرار باطل ہوگا۔ اسی کے ساتھ فقہا نے یہ بھی طے کیا ہے کہ مار پیٹ کی مطلقاً اجازت نہیں بلکہ ضرب کی صرف اتنی اجازت ہے کہ ہڈی ظاہر نہ ہو۔

"وَعَنْ الْحَسَنِ: يَحِلُّ ضَرْبُهُ حَتَّى يُقِرَّ مَا لَمْ يَظْهَرْ الْعَظْمُ " [18]

حسن سے روایت ہے کہ قیدی کو اتنی ضرب دینا جائز ہے کہ جس سے ہڈی ظاہر نہ ہو۔
(ایضًا) اکثر احناف اور شوافع ضرب کی بالکل اجازت نہیں دیتے۔ مالکیہ میں سے اصبغ کی بھی یہی رائے ہے[19]۔ یعنی مار پیٹ کی حد یہ ہے کہ جسم کے کسی حصے کی ہڈی کے اوپر سے جلد کے ہٹنے سے ہڈی نظر بھی نہیں آنی چاہیے، کجا یہ کہ کوئی ہڈی ٹوٹ جائے یا جسم کا کوئی عضو ضائع یا ناکارہ ہو جائے۔ فقہی ذخیرہ میں تحقیق کی خاطر سختی کی جو حد واضح کی گئی ہے اس کے ساتھ شروط یہ بھی ہیں کہ قرائن موجود ہوں۔ یعنی ملزم اس الزام کے علاوہ دیگر جرائم میں متہم رہا ہو یا اہلِ علاقہ میں بھی بدنام ہو تو سختی کی حدود یہ ہیں کہ ہڈی ظاہر نہ ہو۔ گویا کہ باقی رہنے والے زخم یا تکلیف کی اجازت نہیں ہے۔

3۔ مغربی نکتہ نظر سے تفتیش کا دائرہ کار

مغربی لٹریچر میں بھی تحقیق و تفتیش کی غرض سے کسی قسم کے تشدد کی اجازت نہیں۔ اقوام متحدہ کے عدم تشدد کے معاہدے کی رو سے لفظ تشدد بین الاقوامی طور پر ہر طرح کی جسمانی اور ذہنی تکلیف کا احاطہ کرتا ہے۔ جس کی رو سے تمام اقسام کی جسمانی و ذہنی اذیت جو کہ کسی شخص کو حصول معلومات کے لیے دی جائے یا کسی تیسرے ذرائع سے اس کو زبردستی اعتراف کے لیے سزا دی جائے۔ جو کہ اس نے کیا ہو یا اس پر محض اس جرم کے ارتکاب کا الزام ہو نفسیاتی دباؤ نیز ملزمان کے درمیان کسی قسم کی تفریق اور زبردستی کا اعتراف جرم، ہر ایک کی مکمل ممانعت ہے۔ جب اس قسم کی تکالیف دی جائیں خواہ وہ حکام کی طرف سے ہوں یا عوامی دباؤ پر ہو۔ اس میں وراثتی طور پر یا حادثاتی طور پر ہونے والی تکلیف شامل نہیں ہے[20]۔

اس دستاویز میں مذکور تعریف میں تشدد کی تمام اقسام شامل ہیں۔ بین الاقوامی قوانین کے مطابق جسمانی ریمانڈ میں تشدد کی ان سب اقسام کی مکمل ممانعت ہے۔ یونیورسل ڈیکلیر شن آف ہومن رائٹس کے مطابق بھی ملزم کو جرم کے ثبوت سے پہلے معصوم سمجھا جائے گا[21]۔ اسی اعلامیہ کے آرٹیکل 5 کے تحت بھی ملزم کے تشدد اور غیر انسانی سلوک سے تحفظ کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ نیز اس میں وضاحت سے درج ہے کہ ملزم کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کیا جائے۔ تفتیش کے لیے کوئی غیر انسانی سلوک نہ کیا جائے۔ اقوامِ متحدہ کے عدم تشدد کے 1975 کے اعلامیہ کے آرٹیکل 3 کے مطابق کوئی ریاست تشدد یا دیگر ظالمانہ، غیر انسانی اور توہین آمیز سلوک کرنے یا اس طرح کی سزائیں دینے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ استثنائی حالات، جیسا کہ حالت جنگ یا جنگ کا خطرہ یا داخلی عدم استحکام اور عوامی سطح پر بدامنی کی کوئی بھی صورتحال تشدد یا دیگر ظالمانہ، غیر انسانی اور توہین آمیز سزاؤں یا سلوک کی وجہ نہیں بن سکتے[22]۔

درج بالا عبارت میں وضاحت ہے کہ کوئی بھی صورتحال تشدد اور غیر انسانی سلوک کے لئے جواز نہیں بن سکتی۔ اسی طرح جینیوا کنونشن (1949) کے آرٹیکل نمبر 3 کے مطابق جن امور سے منع کیا گیا ہے ان میں جو افراد مخالفانہ سرگرمیوں میں سرگرم نہ ہوں تو ان کے ساتھ بالضرور رنگ، نسل، مذہب، عقیدہ، جنس، علاقہ اور معاشی معیارات

میں کوئی امتیاز برتے بغیر انسانی حقوق کو مد نظر رکھتے ہوئے رویہ اختیار کیا جائے۔ مزید جو امور ممنوع ہیں ان میں یہ کہ ان پر کسی بھی حوالے سے ظالمانہ رویہ نہ رکھا جائے، کوئی بھی تشدد نہ کیا جائے اور اعضاً قطع نہ کیے جائیں۔ اس کے علاوہ ان کی عزت نفس کو بھی مجروح نہ کیا جائے نیز بالخصوص توہین آمیز سلوک نہ کیا جائے[23]۔

موجودہ دور میں مغرب میں تحقیق کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ان میں پانچ طریقوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے (Five Techniques)۔ یہ ٹیکنیکس آئرلینڈ میں 1971 میں استعمال کی گئیں۔ ان کے مطابق محبوسین کے سروں پر مسلسل کالا کپڑا ڈالے رکھنا سوائے اس وقت کے جب ان سے تفتیش کی جا رہی ہو۔ محبوس لوگوں کو مسلسل اور ناگوار قسم کے بلند آواز کے شور میں رکھنا تاکہ وہ ایک دوسرے سے رابطہ نہ کر سکیں۔ محبوس لوگوں کو حراست کے ابتدائی عرصے میں نیند سے مسلسل محروم رکھنا۔ زیر حراست لوگوں کو کھانے اور پانی سے محروم رکھنا سوائے ہر چھ گھنٹے کے دورانیے میں ایک پاؤنڈ روٹی اور ڈیڑھ پاؤ پانی کے۔ زیر حراست لوگوں کو دیوار کے مقابل کھڑا رکھنا اس حال میں کہ ان کا منہ دیوار کیطرف ہو، ٹانگیں جدا ہوں اور ہاتھ الٹے رخ پر کھڑے رکھے ہوں[24]۔

فائیو ٹیکنیکس کے استعمال کے جواز کے ساتھ ہر اس طریقے کے استعمال کی ممانعت کی گئی ہے جن سے زیر حراست شخص کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ تاہم یہ بات ظاہر ہے کہ ان سب تنقیدوں کے باوجود تاحال یہ ٹیکنیکس مستعمل ہیں۔

9 اگست 1971 کو تین سو بیالیس افراد گرفتار ہوئے ان سے جس طریقہ سے تفتیش کی گئی اس پر اخبارات میں احتجاج ہوا۔ کہا گیا کہ یہ ٹیکنیکس انسانی حقوق کے بین الاقوامی کنونشن کے خلاف ہیں۔ اس کے نتیجہ میں برطانوی محتسبِ اعلی سر ایڈمنڈ کومپٹن (British Ombudsman Sir Edmund Compton) کی سربراہی میں ایک تحقیقی کمیٹی بنائی گئی۔ جس نے یہ بتایا کہ ان میں سے گیارہ لوگوں سے جن طریقوں سے تحقیق کی گئی وہ تشدد کے زمرے میں آتی ہیں۔ لہذا اس کے بعد ایک اور کمیٹی لارڈ پارکر کی سربراہی میں قائم کی گئی تاکہ وہ پہلی کمیٹی کے نتائج میں ترمیم کرے۔ یہ کمیٹی اس حد تک تو متفق تھی کہ ان ٹیکنیکس سے فلسطین، ملایا، کینیا، برطانیہ، ملائشیا، خلیج اور سائپرس وغیرہ کے علاقوں میں کامیاب آپریشنز کئے گئے۔ مگر انسانی، اخلاقی اور تہذیبی حوالوں سے ان آپریشنز (Oprations) کے بارے میں کمیٹی مختلف الرائے تھی۔ تاہم اکثریت کی رائے یہ تھی کہ ان ٹیکنیس میں بعض کو شرائط اور پابندیوں کے ساتھ اختیار کیا جانا درست ہے۔ کمیٹی نے درج ذیل تحفظات ذکر کئے۔ جن کے مطابق یہ ٹیکنیکس صرف باقاعدہ اجازت نامے کے ساتھ ہی استعمال کی جا سکیں گی۔ نیز وہ مخصوص شخص جس کے لیے ان کے استعمال کی اجازت ہے، اس کے لیے ہدایات بھی جاری ہوں گی۔ یہ ٹیکنیس صرف یوکے (UK) کے وزیر کے صریح اختیارات کے تحت استعمال کی جا سکیں گی۔ ایک تجربہ کار آفیسر تفیش کے مقام پر موجود رہے گا، نیز وہ متعلقہ شخص کی پوری ذمہ داری قبول کرے گا۔ انتہائی ماہر فن تفتیشی

افراد کا گروہ بھی وہاں موجود رہے گا، تاکہ کسی بھی وقت وہ ان ٹیکنیس کے استعمال میں کمی تجویز کر سکے۔ ایک ماہر، پیشہ ور ڈاکٹر اور ایک ماہر نفسیات بھی وہاں موجود رہے گا[25]۔

درج بالا تحفظات کے ساتھ شاید یہ ٹیکنیکس ظلم و تشدد کی حدود میں داخل نہیں ہوں گی لیکن عملاً یہ ٹیکنیکس ان تحفظات کے بغیر استعمال کی گئیں اور اس کی تفصیلات نہ تو کسی کمیشن کو فراہم کی گئیں اور نہ ہی کسی تحقیقاتی کمیٹی کو۔ بلکہ (UKGovernment) نے اپنے متعلقہ افراد کو (ECHR) کے کمیشن کے سامنے ان ٹیکنیکس کے حوالہ سے جواب دینے سے بھی منع کر دیا۔ مگر ان کمیٹیوں کے اس اکثریتی فیصلے کے علاوہ لارڈ گارڈنر (Lord Gardner[26]) نے ان ٹکنیکس کو (ECHR) کے آرٹیکل 3 اور برطانوی قانون سے متصادم ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا۔ انہوں نے لکھا کہ اس سب کے جواز کی بنیاد یہ فیصلہ ہے کہ خصوصی حالات میں ہمیں اپنے قانونی اور کامیاب جنگی قوانین کو ترک کرکے خصوصی اور خفیہ طریقے اختیار کرنے کا حق ہے جو کہ غیر اخلاقی اور غیر انسانی بھی ہیں۔ ان کی رپورٹ 2 مارچ 1972 کو شائع ہوئی اور اسی دن انکے وزیر اعظم نے ان ٹکنیکس کے استعمال پر پابندی لگا دی[27]۔

اس کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوا کہ کومپٹن اور پارکر کمیٹیوں نے جن تفتیشی مراکز کا معائنہ کیا تھا ان میں برطانیہ کا بیلے کیلے کاؤنٹی کا تفتیشی مرکز شامل ہی نہیں تھا جو کہ اب ایک باقاعدہ تفتیشی مرکز ہے[28]۔ یعنی کہ قابل اعتراض مراکز کا معائنہ کرایا ہی نہیں گیا۔

فصل دوئم: تفتیش کے لئے رائج طریقہءِ کار کا جائزہ

عملاً پاکستانی تھانہ کلچر میں تشدد کی روایت ہے۔ سروے کے مطابق مار پیٹ کی انتہا یہ ہے کہ ملزموں کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں تھانوں میں بے لباس کرکے مارا جاتا ہے۔ جس میں جسمانی اذیت کے ساتھ ذہنی اذیت بھی ہے۔ اور اخلاقی و دینی اقدار کی پامالی بھی ہے۔ سروے کے مطابق تقریباً اسی فیصد ملزمان نے اس رویہ کی تصدیق کی ہے۔ اور جن بیس فیصد نے اس کا انکار کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خود ہی اقبالِ جرم کر لیا تھا۔

ایک ویب سائٹ کے مطابق جولائی 2005 میں لندن کے دھماکوں کے بعد کاروان فلم لندن کا طاہر شاہ[29] اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ پشاور میں بغیر کسی الزام کے گرفتار کر لیا گیا۔ ان کو ایک ٹارچر سیل میں قید تنہائی میں رکھا گیا۔ اس دوران اکثر ان کو ہتھکڑیوں میں رکھا گیا، برہنہ تلاشی لی جاتی رہی اور آنکھوں پر مسلسل پٹی باندھ کے رکھا گیا۔ ایک مکمل پر تشدد مقام پر سولہ دن کی تفتیش کے بعد ان کو رہا کر دیا گیا۔ پاکستانی حکومت نے یہ تسلیم کیا کہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ اس کے بعد طاہر شاہ کا انٹرویو برطانوی ٹی وی کے ایک اخباری چینل پر نشر ہوا۔ اور اس سب سے متعلق ایک مضمون بھی برطانوی ہفتہ وار جریدے میں چھپا۔ شاہ نے پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کے ان مظالم کے باوجود پاکستان کے ساتھ اپنے اچھے جذبات کا اظہار کیا۔ تاہم ان کے ساتھ پاکستان میں ہونے والے رویے کو امریکی محکمہ دفاع کی 2005 کی رپورٹ میں پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال کے طور پر پیش کیا گیا[30]۔ امریکی محکمہ دفاع نے اس بارے میں پاکستان کو

ہدفِ تنقید بنایا جبکہ خود پاکستان کے اداروں کو اپنے ساتھ تشدد میں شامل کیا۔ 2013 فروری میں سی آئی اے اور آئی ایس آئی کے حوالہ سے تنقید ہوئی۔ اس میں بیان کیا گیا کہ حالیہ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ پاکستان بھی ان 54 ممالک میں شامل ہو گیا ہے جو امریکہ کے حکم پر اپنا ملک، ہوائی اڈے اور ادارے اس کے حوالہ کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ پاکستانی خفیہ ایجنسیاں امریکی ایجنسی کے مقاصد کی تکمیل کے لئے تشدد کرتی ہیں اور امریکی ایجنسیوں کو پاکستان میں عام شہریوں پر بھی پوری قدرت اور اختیارات حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکستانی ایجنسیوں کے افراد اس پروگرام کے تحت ملک میں بھی تفتیش کے نام پر تشدد کی کاروائیاں کرتے ہیں اور دیگر ممالک میں قائم امریکی اڈوں میں بھی تشدد کی کاروائیوں کے لئے لے جائے جاتے ہیں[31]۔

ایک امریکی اخبار نے ایک امریکی جرنلسٹ کے حوالہ سے بتایا کہ اس پر پاکستانی خفیہ ایجنسی نے کس طرح تشدد کیا۔ جیمز فولے اور دیگر پناہ گزین جو کہ آئی ایس آئی ایس کی طرف سے قتل کیے گئے، ان کو قحط زدہ رکھا گیا، ان پر بدترین تشدد کیا گیا، نیز ان کی مہیب اور خوفناک موت سے قبل ان پر ناقابل برداشت نفسیاتی تشدد بھی کیا گیا[32]۔

خفیہ ایجنسیوں اور ملکی سطح کے علاوہ علاقائی سطح پر بھی ہر شہر اور ہر ضلع میں ہر تھانے میں پولیس کے تشدد کی کاروائیاں ناقابل بیان ہیں۔ تشدد کے لئے عام تھانوں کے علاوہ خفیہ تفتیشی مراکز بلکہ ٹارچر سیل بنائے ہوئے ہیں۔ یہ مراکز مختلف ڈیروں، غیر آباد جگہوں کے گھروں اور تہ خانوں میں ہوتے ہیں۔ پولیس نے ظاہری تشدد کے حوالہ سے پاکستانی قانون اور اقوامِ متحدہ کے قرار دادوں کے تحت ممانعتوں کے باعث کئی نئے طریقہ بھی ایجاد کر لئے ہیں جو کہ فوری طور پر قانون کی زد میں نہ آ سکیں۔ کیونکہ فوری طور پر قانون کے زد میں آنے والے جنایات وہ ہیں جن میں جسم پر ظاہر چوٹیں ہوں یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو۔ اگرچہ پاکستان میں پولیس ان اقدامات کے بعد بھی صاف بری الذمہ ہو جاتی ہے، تاہم اس کے علاوہ موجودہ تھانوں کے مظالم ملزموں کے جسموں کو ناکارہ کرنے کا کام کر رہے ہیں۔

موجودہ دور میں پاکستان میں جو ٹارچر ٹیکنیکس استعمال ہو رہی ہیں ان میں "منجی لگانا" اس میں ملزم کو الٹا لٹا کر اس کے چاروں ہاتھ پاؤں چارپائی سے باندھ کر اس پر تشدد کیا جاتا ہے۔ اس حالت میں وہ ہل جل نہیں سکتا۔ "جیک لگانا" اس طریقہ میں الٹا لٹا کر ملزم کے ہاتھ چارپائی سے باندھ کر ایک شخص اس کی کمر پر بیٹھ جاتا ہے اور پھر اس کی ٹانگوں کو کمر کی طرف اس زور سے کھینچتا ہے کہ جس سے اس کے ٹانگوں کے پٹھے ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ "ڈانگ لگانا" اس طریقہ میں ملزم کے دونوں بازو اور گردن کے درمیان ڈانگ باندھ کر اس کو لٹکا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے ملزم کے گردن اور کمر کے پٹھوں اور مہروں کو شدید نقصان ہوتا ہے اور وہ ناکارہ بھی ہو جاتے ہیں۔ "چرخا لگانا یا کرسی لگانا" اس طریقہ میں ملزم کے چاروں ہاتھ پاؤں کو آپس میں باندھ کر اس میں ایک ڈنڈا باندھ دیا جاتا ہے۔ پھر اس کو دو کرسیوں کے اوپر رکھا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں ملزم کی شکل چرخے جیسی ہو جاتی ہے اور پر اس پر تشدد کیا جاتا ہے۔ "ایک ٹانگ کا مرغا بنانا" اس طریقہ میں ملزم کی ایک ٹانگ کو رسی سے باندھ کر اس کو گھٹنوں کھڑا رکھا جاتا ہے۔ اس طرح اس کا

سارا وزن صرف ایک ٹانگ پر رہتا ہے۔ اور ملزم بے حال ہو جاتا ہے اس طرح بھی کمر اور ٹانگ کے پٹھوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ الٹا لٹکا کر اور الٹا لٹا کر چمڑے کے "چھتر" سے "چھترول" نہایت عام ٹیکنیک ہے جس سے کئی بار مثانہ بھی پھٹ جاتا ہے۔ ایک طریقہ "رولا پھیرنا" کے نام سے رائج ہے جس میں ملزم کے اوپر رولا پھیر کر اس کے عضلات کو ناکارہ کر دیا جاتا ہے۔ ایک بار ایک ملزم کے ہونٹ سی دیئے گئے[33]۔ ان سب طریقوں کے علاوہ دیگر طریقہ جن کے بارے میں آئندہ صفحات میں گفتگو ہو گی پاکستانی پولیس کے تفتیشی طریقوں میں شامل ہیں۔ اس طرح کے تفتیشی طریقوں کے دوران کئی ملزم مر بھی جاتے ہیں تو پولیس اس کو خود کشی، اسیران کی باہمی لڑائی، کسی متعدی بیماری یا حادثے کا نام دیتی ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کے پاس تشدد کے لئے وسیع میدان حاصل کرنے کا ایک بہت عام طریقہ ہے۔ یہ کہ بالعموم پولیس لوگوں کو خفیہ طریقہ سے گرفتار کرتی ہے اور پاکستانی اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کو چوبیس گھنٹے کے اندر عدالت میں پیش نہیں کرتی۔ لہٰذا قبل از عدالتی ریمانڈ ان پر کسی ابتدائی طبّی معائنے کی یا کسی اور طرح کی کوئی تحدید نہیں ہوتی۔ اس دورانیہ میں تفتیش کے نام پر تشدد سے ملزم کا جسم ناکارہ یا معذور ہو جائے یا وہ مر جائے تو پولیس کسی طرح کی ذمہ داری قبول نہیں کرتی۔ اس کے علاوہ پولیس زیادہ تر ان ملزموں کے ساتھ اس طرح کا رویہ اختیار کرتی ہے جن کی مضبوط پشت پناہی نہ ہو۔ لہٰذا ان ملزمان پر مزید نا کردہ جرائم کی فہرست عائد کرکے اپنی کاروائی کا دفتر مکمل کر لیتی ہے۔ اس بات کا اظہار انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی کیا اور قیدیوں نے بھی بارہا اظہار کیا[34] جب کہ اصل مجرم باہر کھلے عام پھر رہے ہوتے ہیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا کہ نومبر 2013 میں وزیر اعظم کو کراچی میں ایک بریفنگ کے دوران بتایا گیا کہ سندھ کی جیلوں میں اکتالیس جعلی قیدی موجود تھے۔ جبکہ اصل مجرم آزاد گھوم رہے تھے[35]۔ اسی طرح ملک کے تمام صوبوں کی جیلوں میں بااثر ملزمان کو رشوت لے کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور ان کی جگہ لا وارث شہریوں کو معمولی باتوں کو بہانہ بنا کر گرفتار کر لیا جاتا ہے یا جو بے قصور افراد کسی بھی معمولی خطا یا باہمی جھگڑوں کے باعث قانون کے قابو میں آ جاتے ہیں، ان کو ان مجرموں کی جگہ پکڑ کر زبردستی اقبال جرم کرایا جاتا ہے۔

مغرب کی جیلوں کا عملی معیار بھی ان کے قانونی ادب کی نفی کرتا ہے۔ گوانتانا موبے اور ابو غریب کی جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے وہ پوری دنیا پر عیاں ہے۔ تاہم اس سوچ پر تنقید بھی ہوئی۔ جسکی وجہ سے کانگرس نے اس پر غور و خوص کے لئے کمیٹی تشکیل دی جس نے (Dtainees Treatment Act) تحت اس کا جائزہ لے کر نئی ہدایات جاری کیں۔ اس کے مطابق جو شخص بھی امریکہ کی حراست میں ہو، اس کے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں کیا جا سکتا جس کی دستور اجازت نہیں دیتا۔ اس کے تحت اس بات کو ضروری قرار دیا گیا، کہ ہر قسم کے زیر حراست افراد سے تفتیش کے دوران، خواہ وہ کسی علاقے، رنگ و نسل کے ہوں ان پر (US Army Field Manual guidline) کا اطلاق کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ ہر قسم کے تشدد اور غیر انسانی سلوک کی ممانعت ہو گی۔ نیز ایسا کوئی سلوک نہیں کیا جائے گا جو

(5th,8th,14th Amendment) کے خلاف ہو۔ (DTA) کی یہ ہدایات چونکہ پہلی بات سینیٹر جان میک کین کی جانب سے پیش کی گئیں اس لئے (McCain Amendment) کے نام سے معروف ہوئیں۔ جن ٹکنیکس کی وجہ سے میک کین امینڈمنٹ کی تحریک ہوئی ان میں ہتھکڑی، بیڑی میں رکھنا، انتہائی تنگ جگہ پر مسلسل کھڑے رکھنا، دوران حراست درجہ حرارت کو انسانی برداشت کے برخلاف رکھنا (زیادہ ٹھنڈا یا گرم رکھنا) طویل مدت تک مسلسل تفتیش کرتے رہنا وغیرہ شامل تھے[36]۔ بالخصوص عراق، افغانستان وغیرہ علاقوں کے لئے امریکہ نے طے شدہ عالمی اصولوں اور معاہدوں کے برخلاف سلوک کو علی الاعلان روا رکھا اور اس کے لئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ طالبان اور القاعدہ وغیرہ قانونی طور پر جنگی قیدی نہیں ہیں۔ چونکہ یہ دہشت گرد ہیں لہٰذا ان پر جینوا کنونشن اور (UN CAT) میں طے شدہ پابندیوں پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ دسمبر 2002 میں امریکی وزارت دفاع نے القاعدہ اور طالبان سے برتاؤ کے لئے کچھ نئی ٹکنیکس طے کیں جن کے مطابق زیر حراست افراد کے چہروں کو ڈھکا رکھنا، دباؤ کی حالت میں چار گھنٹوں سے زیادہ کھڑا رکھنا، بے لباس رکھنا، ان کے مذہبی معتقدات کی بے حرمتی کرنا، ان کو ہراساں کرنے کے لئے فوجی کتے استعمال کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ نائن الیون کے بعد امریکہ نے اپنی پالیسی میں تشدد کو شامل کیا۔ اسطرح اس نے جینیوا کنونشن اور یورپین کنونشن اگینسٹ ٹارچر اینڈ ان ہیومن ٹریٹمنٹ کے اطلاق کو افغان باشندوں پر غیر مؤثر قرار دیا، اور ان کو گوانتانا موبے کیوبا منتقل کر دیا۔ کیوبا کے اس مقام کا انتخاب بھی اس مقصد سے کیا گیا تاکہ امریکی عدالتیں اس میں دخل انداز نہ ہو سکیں۔ 16 ستمبر 2001 کو نائب صدر (Cheney) نے کہا کہ ہم اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کے ذرائع استعمال کریں گے۔ CIA کے نمائندہ (Cofer Black[37]) نے کانگرس کو بتایا کہ

"After 9/11, the gloves came off" [38]

یعنی اس حادثے نے امریکہ کو علی الاعلان ہر طرح کا سلوک روا رکھنے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ اگرچہ جینیوا کنونشن کا اطلاق جنگی قیدیوں پر ہوتا ہے مگر ہر طرح کے غیر جنگی اور متشددانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کے بھی کچھ انسانی حقوق انٹر نیشنل ہیومینیٹیرین لا میں موجود ہیں۔ اس لئے انہوں نے سب سے پہلے طالبان کو غیر جنگی متشددین قرار دے کر ان پر انٹر نیشنل ہیومینیٹیرین لا کو معطل قرار دے دیا اور گوانتانا موبے میں ہونے والے ہر تفتیشی اور سزا کے ہر اقدام کو اپنے لئے جائز قرار دے دیا۔ نیز صدر نے جنگی حالات میں اپنے لئے غیر معمولی اختیارات حاصل کر لئے۔ اس کے علاوہ امریکی محکموں نے متعلقہ افراد کو دیگر علاقوں اور ملکوں میں خفیہ طور پر لے جا کر تشدد کیا مگر پالیسی یہ رکھی کہ اس بات کا اعتراف نہیں کیا جائے گا۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق اس طرح کے آٹھ خفیہ مراکز تھے جن میں سے دو مشرقی یورپ میں تھے۔ ان مراکز میں ہر طرح کا جسمانی، جنسی اور مذہبی تشدد کیا گیا۔ شدید تکلیف دہ حالت میں محبوس رکھا گیا، شدید ٹھنڈے اور گرم ماحول میں رکھا گیا، مسلسل اور انتہائی شور اور روشنی میں اور مسلسل تنہائی میں رکھا جاتا، زبردستی ان کے جسموں میں زیادہ مقدار میں پانی داخل کر دیا جاتا اور ان کے اوپر پیشاب ڈالا جاتا، ان کو فوجی کتوں سے خوفزدہ کیا

جاتا اور پھڑوایا جاتا اور ان مراکز تک امریکی عدالتوں کی رسائی بھی نہیں تھی اور یہ سب کچھ طریق تفتیش یا سزائیں امریکی آئین کے خلاف تھیں۔ ان مراکز میں تشدد کا اسرائیلی طریقہ اختیار کیا گیا جو کہ اس نے فلسطین میں روا رکھا تھا۔ اگرچہ عراق کے ساتھ معاملہ کے بعد امریکہ نے عراق کے محبوسین کو جنگی قیدی قرار دیا مگر عملاً ان کے ساتھ بھی رویہ ابو غریب جیل اور دیگر طالبان سے مختلف نہ تھا۔[39] ان میں سے بعض ٹیکنیکس پر تو خود فوج کے اندر بھی تنقید ہوئی۔ تاہم اس بحث کے نتیجہ میں 6 ستمبر 2002 کو آرمی فیلڈ مینول کو اپ ڈیٹ کیا گیا۔ جس کے تحت تشدد اور غیر انسانی سلوک پر مبنی آٹھ ٹیکنیکس کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا۔ ان کے مطابق محسورین کو مجبور کرنا کہ وہ برہنہ ہوں، جنسی حرکات کرکے دکھائیں یا جنسی انداز ظاہر کریں۔ ان کے سروں پر مسلسل بوریاں یا تھیلے ڈالے رکھنا نیز ان کی آنکھوں پر نہ دیکھ سکنے والی ٹیپ لگائے رکھنا۔ ان کو تشدد، بجلی کے جھٹکوں، جلانے یا دیگر جسمانی تکالیف کا نشانہ بنانا۔ پانی میں ڈبونا۔ فوجی کتوں کو ان پر چھوڑ دینا۔ ان کو ایسے درجہ حرارت پر رکھنا جو نارمل جسمانی درجہ حرارت سے کم ہو یا جلانے والا ہو۔ ان کے سامنے جعلی قتل کے مظاہرے کرنا۔ ان کو ضروری خوراک، پانی اور طبّی امداد سے محروم رکھنا[40]۔

ستمبر 2004 میں امریکی اخبارات نے شائع کیا کہ امریکی خفیہ ایجنسی نے تقریباً دو درجن افراد کو (Red Cross Inspectors) سے مخفی رکھا جبکہ دیگر ذرائع سے یہ تعداد تقریباً سو سے ڈیڑھ سو بتائی گئی (CIA) ان محبوسین کو (Ghost Detainees) قرار دیا اور اپنے پسندیدہ نتائج ظاہر کرنے پر مجبور کرنے کے لئے ان کو ہر ممکن حد تک اذیت دینے کے لئے دیگر علاقوں میں منتقل کر دیا جہاں پر ریڈ کراس یا دیگر بین الاقوامی اداروں کی رسائی نہ ہو۔ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے کئی ملکوں کی محبوسین پر از حد تشدد اور اذیت دینے کے لئے مذمت کی۔ ایک امریکی جریدے نے 2003 کی مصر کی صورتحال کا ذکر کیا جہاں گرفتار افراد کو برہنہ کیا گیا۔ ان کو نابیناؤں کی طرح رکھا گیا کہ وہ مسلسل کچھ نہ دیکھ سکیں۔ ان کو اس طرح معلق رکھا گیا کہ ان کے پاؤں فرش کو صرف چھو سکیں، نا کہ فرش پر اپنا وزن رکھ سکیں۔ اس حال میں ان کو گھونسوں، ڈنڈوں، دھاتی راڈوں اور دیگر اوزاروں سے پیٹا گیا۔ بجلی کے جھٹکے لگائے گئے۔ شدید ٹھنڈے پانی میں ڈبویا گیا۔ ان حالات میں مقید رکھے گئے افراد نے بالعموم اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ان کو دھمکایا جاتا اور ان کے سادہ کاغذوں پر دستخط لیے جاتے تاکہ اگر مستقبل میں کوئی زیر حراست فرد ان مظالم کے خلاف چارہ جوئی کرنا چاہے تو ان کاغذوں کو اس زیر حراست فرد اور اس کے خاندان کے خلاف استعمال کیا جا سکے۔ کچھ محبوس مردوں، عورتوں اور بچوں نے یہ بات بتائی ہے کہ ان کے ساتھ جنسی زیادتی کی گئی یا ان کو ان کے اور ان کے خاندان کے ساتھ زنا کے حوالے سے دھمکایا گیا[41]۔

مسلم ممالک میں سے مصر، شام، سعودی عرب، اردن اور پاکستان میں امریکی عقوبت خانے موجود ہیں۔ امریکی عہدیداران کا کہنا ہے کہ (CIA) دیگر ممالک میں ان قیدیوں کو اس یقین دہائی کے ساتھ بھیجتی ہے کہ وہ غیر انسانی سلوک نہیں کریں گے۔ تاہم یہ صرف ظاہری یقین دہانی ہے۔ کیونکہ جن افراد کو (CIA) نے دیگر ممالک کے حوالہ کیا

،ان کے واقعات اور شواہد اس کے برعکس ہیں۔ خالد المرسی[42] کویت کا رہائشی تھا۔ جس کے والدین لبنانی تھے۔ جرمن سٹیزن شپ رکھنے والے اس شخص کو محض نام کی مماثلت کی بناء پر القاعدہ کا مشکوک شخص سمجھ لیا گیا۔ 2003 میں اسے میکڈونیا سے گرفتار کرکے کابل (افغانستان) کے (Salt pit prison) میں پانچ ماہ تک ہر طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ اس دوران اس کو جرمنی سفارت خانے سے اس کے کسی وکیل سے یا اہلخانہ سے رابطہ کی کوئی اجازت نہیں دی گئی۔اس کے جرمن پاسپورٹ اور دیگر حقائق کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی جن سے یہ واضح تھا کہ وہ ان کا مطلوبہ فرد نہیں ہے اور بعد میں یہ ثابت ہو گیا کہ (CIA) نے غلط شخص کو گرفتار کر لیا ہے[43]۔

مہر آرار، شام کا کینیڈئن شہریت کا حامل باشندہ، جس نے ٹیلی کمیونیکیشن کی فیلڈ میں (Quebec) یونیورسٹی سے ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ اس کو ستمبر 2002 میں نیویارک ائر پورٹ سے ایک غیر ملکی دہشت گرد تنظیم کا ممبر ہونے کے الزام میں اچانک گرفتار کر لیا گیا۔ابتدا میں اہلخانہ یا قانونی مشیر کو اطلاع دینے کے حق سے بھی محروم کر دیا گیا، سیکیورٹی فورسز نے اس پر جن طریقوں سے تشدد کیا ان میں ہر طرح کا غیر انسانی سلوک شامل ہے(Manhattan) کے (MetropolitanDetentionCentre) میں سب سے پہلے اس کی سٹرپ سرچ کی گئی۔مسلسل تفتیش کے دوران خوراک کی کمی اور نیند سے محرومی کی ٹیکنیکس استعمال کی گئیں۔ دورانِ تفتیش اس کی نماز ادا کرنے کی درخواست کو بھی رد کر دیا گیا۔ فار فلسطین ڈیٹینشن سنٹر میں اس کو بجلی کے جھٹکے لگائے گئے، انگلیوں کے ناخن کھینچ لئے گئے،(Rectum) میں تکلیف دہ اشیا ٹھونسی گئیں، چھت سے لٹکا کر مارا گیا، ریڑھ کی ہڈی پر دباؤ ڈالا گیا، گرفتار شخص کو پہیے کے فریم میں پھنسایا گیا، جسم کے اعضا کو قدرتی بناوٹ کے مخالف کھنچا گیا اور ایک ایسی کرسی پر بٹھایا جاتا جو کمر کے رخ پر انسانی جسم کو گول کرے۔ تاکہ قیدی کو اذیت دی جاسکے یا اس کو ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ ان طریقوں سے تفتیش اور تشدد کے بعد مہر آرار کو اس کے کینیڈین سیٹیزن ہونے کی وجہ سے شام میں نہ بھیجے جانے کی درخواستوں کے باوجود (کیونکہ شام کی جیل میں اس کو زیادہ تشدد کا اندیشہ تھا) براستہ اردن شام میں بھیج دیا گیا۔ جہاں اس کو شام کی فوج کی فلسطینی برانچ کے زیر حراست قید کر دیا گیا۔ وہاں اس کو ایک سیل میں رکھا گیا جس کا نام قبر تھا۔ اس سیل میں اس نے دس ماہ اور دس دن گزارے۔ یہ تین فٹ وسیع، چھ فٹ گہری اور سات فٹ بلند تھی۔ اس کا دروازہ دھاتی تھا۔ تاکہ روشنی کسی بھی ذریعے سے اندر نہ آسکے۔ اس مقام پر رہائش کے دوران اس کو تشدد کی غرض سے کچھ وقت کے لئے باہر نکال کر بجلی کی دوانچ موٹی تار سے ہتھیلی، کلائی، نچلی کمر اور ہپ پر مارا جاتا۔ گیلری میں دسرے قیدیوں پر تشدد کا مظاہرہ دکھایا جاتا۔ اس کا پیشاپ سے آلودہ اور ناپاک لباس اس نے ڈھائی ماہ تک پہنے رکھا۔ ان سب تکلیفوں اور بجلی کے جھٹکوں اور ٹائر میں پھنسانے کی اذیتوں سے بچنے کے لئے اس نے افغانستان میں ٹریننگ حاصل کرنے اور ہر اس چیز کے کرنے کا اعتراف کر لیا جو اس سے منوانا مقصود تھا۔ اس کے علاوہ اس سے سات صفحوں کی دستاویز پر دستخط لئے گئے اور انگوٹھے کے

نشان ثبت کرائے گئے جس کو پڑھنے کی اس کو اجازت نہیں تھی۔اس سے مقصود اس کو دورانِ حراست ہونے والے واقعات کی تشہیر سے باز رکھنا تھا۔

مہرآرار کو اس کی گرفتاری کے چھ ماہ بعد پہلی بار عدالت میں پیش کیا گیا۔ تب اس نے چھ ماہ بعد سورج کی روشنی دیکھی۔ عدالت میں پیشی کے بعد اس کو (12×20) کے سیل میں دوسرے پچاس بندوں کے ساتھ رکھا گیا۔ مگر اس مقام کو اس نے گزشتہ مقام کے مقابلہ میں جنت سمجھا۔ دوران حراست منوائے گئے اعترافات کے علاوہ مہرآرار پر دہشت گردی کا کوئی باقاعدہ الزام نہیں تھا۔ اور بعد میں یہ ثابت بھی ہو گیا کہ مہرآرار کو غلط طور پر گرفتار کیا گیا ہے۔ تاہم کینیڈا کے وزیراعظم نے جنوری 2007 میں مہر اور اس کے اہلخانہ سے معذرت کا ایک خط تحریر کیا۔ نیز شامی اور امریکی گورنمنٹ کی مہر کے ساتھ رکھے جانے والے رویہ پر مذمت کی اور یہ بھی لکھا کہ امریکی حکومت مہر کو جرمانہ ادا کرے[44]۔

قبر نما مقام قید کی مثال اموی اور عباسی عہد میں بھی پائی گئی ہے۔اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو کمرے میں بند کرکے اس کو تعمیری مواد سے بند کر دیا اس وجہ سے کہ ولید بن عبدالملک اپنے بعد اپنے بھائی سلیمان بن عبدالملک کے بجائے اپنے بیٹے کے لیے بیعت لینا چاہتا تھا۔ کئی اشراف نے اس کی تائید بھی کی مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کی مخالفت کی۔ اس پر اس نے ان کو اس طرح قید کیا جس میں مقید شخص کی بھوک، پیاس اور حبس دم سے موت ہو جائے۔ مگر تین دن بعد ان کو معاف کرکے باہر نکال دیا[45]۔ عباسی خلیفہ القاہر باللہ [46] نے ابن المکتفی [47] کو 321ھ میں معزول کرکے ایک حجرے میں بند کرکے اس کے دروازے اور کھڑکی کو پختہ طور پر بند کر دیا[48]۔ یعنی قیدی اسی کے اندر بھوک، پیاس اور حبس سے مر جائے۔ تاہم اس پر علمأ نے سخت تنقید کی۔

2006 میں (Hamdan v.Rumsfeld) کیس میں امریکی سپریم کورٹ نے صدر بش انتظامیہ کی طرف سے طالبان اور القاعدہ کے لئے جینیوا کنونشن کے اصولوں کو مسترد کر دیا۔امریکی تاریخ میں اب پہلی بار یہ طے کیا گیا کہ صدر کو افراد کو تفتیش و تشدد کے لئے دیگر ممالک کے حوالہ کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں رہا۔ یہ معاملہ ملکوں کے درمیان معاہدات پر مشتمل ہوتا ہے۔ نیز دیگر ممالک کے حوالہ کرنے کا مقصد بھی بین الاقوامی قانون کے تحت افراد کو عدالتوں کے دائرہ کار میں لانا رہا ہے، نا کہ تشدد کرنا۔ مگر صدر بش کی انتظامیہ نے عوام اور عدالتوں کی پہنچ سے بالا رکھتے ہوئے یہ معاملات کئے۔ وہ بعد میں منظر عام پر آ گئے۔ تاہم امریکی ڈیپارٹمنٹ آف جسٹس آفس آف لیگل کونسل نے ایک ایگزیکٹو آرڈر جاری کیا۔ جس کے تحت القاعدہ کے ساتھ برتاؤ کے لئے خصوصی حالات میں اور حفاظتی انتظامات کے ساتھ چھ ٹکنیکس کی اجازت دی گئی۔ جس میں ہر طرح کے ظلم و جبر اور غیر انسانی سلوک کو جواز دے دیا گیا۔

غذائی استحصال؛ جس میں زیر حراست فرد کی جسمانی ضرورت اور حرکت کے حساب سے نہایت کم حراروں پر مشتمل خوراک ہو منع ہے، نیند سے انتہائی محرومی کی حد تیس دن کے دورانیے میں چھانوے گھنٹوں سے زیادہ اور ایک سواسی گھنٹوں کے اندر ہے۔ اس میں ایسے تمام جسمانی موانعات بھی شامل ہیں جو کہ زیر حراست فرد کو سونے نہ دیں۔

چہرے کے اکڑاو کے لیے اشیأ، جو کہ زیر حراست فرد کو تفتیش کے دوران دائیں بائیں ہونے سے روکیں تاکہ اس کی توجہ تفتیشی افسر کی طرف برقرار رہے۔ اس عمل کے لیے فرد کے کالر کے دونوں طرف اشیا رکھی جاتیں ہیں۔ پیٹ کے ساتھ اشیا باندھی جا سکتی ہیں نیز توہین آمیز انداز اور چہرے پر تھپڑ مار کر بھی توجہ کو منتشر ہونے سے روکا جاتا ہے، ممنوع ہے[49]۔

اس میمورنڈم میں جن خصوصی ہدایات کا ذکر کیا گیا تھا وہ کبھی اختیار نہیں کی گئیں۔ عملاً خفیہ مراکز میں تمام معمولات اسی طرح جاری رہے۔ تاہم یہ میمورنڈم بھی جون2009 میں مسترد کر دیا گیا۔ کیونکہ 22 جنوری2009 میں امریکی صدر اوباما نے ایک آرڈر جاری کیا جس کے تحت صدر بش کے 20 جولائی 2007 کے حکم نامے کو معطل کر دیا جس کے تحت طالبان اور القاعدہ کے ساتھ برتاؤ کے لئے جینوا کنونشن اور (UNCAT) کے اصولوں کی پابندی کو غیر ضروری قرار دیا تھا[50]۔ گویا کہ امریکہ نے مذکورہ بالا مسلمان ممالک کے ساتھ ہر طرح کا ظالمانہ اور غیر انسانی سلوک کرنے کے لئے اقوام متحدہ یا دیگر اداروں کے بنائے گئے بنیادی انسانی حقوق سے متعلق ہر قسم کے اصولوں کی پابندی کو معطل کر دیا۔

1۔ ہتھکڑی یا بیڑی پہنائے رکھنا

ملزموں اور قیدیوں کو ہتھکڑی یا بیڑی پہنائے رکھنا بھی غیر انسانی سلوک ہے۔ فقہا نے اس کی نفی کی ہے۔

(وَلَا يُغَلُّ) إِلَّا إِذَا خَافَ فِرَارَهُ فَيُقَيَّدُ[51]

اس کو ہرگز باندھ کر نہ رکھا جائے، سوائے اس بات کے کہ اگر اس کے بھاگنے کا خوف ہو تو اس کو قید دیا جائے۔

ایک اور مقام پر گردن میں طوق کی ممانعت واضح ہو رہی ہے۔ بھاگنے والے غلام کی گرفت کے لئے بھی گردن میں طوق کو پسند نہیں کیا گیا[52]۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں بھی درج ہے

"لَا يَنْبَغِي لِلْقَاضِي أَنْ يَضْرِبَ مَحْبُوسًا - - -　إِلَى حَبْسِ اللُّصُوصِ"[53]

قاضی کے لئے جائز نہیں کہ وہ قرض کی وجہ سے مقید شخص یا دیگر وجوہ سے مقید شخص کو مارے۔ وہ نہ ہی اسے بیڑی ڈال کر رکھے نہ رسی باندھ کر رکھے، نہ اس کے گلے میں طوق ڈال کر رکھے، نہ اس کے جسم کو کھینچ کر رکھے، نہ اس کو برہنہ رکھے، نہ اس کو سورج کے آگے رکھے۔ ہاں اگر قاضی کو مقید شخص کے قید خانے سے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ اس کو لصوص سے بند کرادے۔

عصر حاضر میں ایک تصور یہ ہے کہ موجودہ دور میں جرائم کی شدت اور مجرم طبقہ کی جرائم میں مہارت اور پختگی کے باعث اب سختی کی ضرورت ہے۔ مگر معاصر فقہ میں بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔ عصر حاضر کے فقیہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے لکھا ہے کہ قیدی کو نہ تو قید کے دوران باندھ کر رکھا جائے نہ ہی برہنہ رکھا جائے[54]۔

لہٰذا عام حالات میں بیڑی اور ہتھکڑی پہنائے رکھنا منع ہے۔البتہ استثنائی صورتوں میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔مثلاً گرفتار کرتے وقت یا پیشی پر لے جاتے وقت اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔اسی طرح اقوام متحدہ کے درج بالا اصولوں کے مطابق بھی یہ غیر انسانی سلوک ہے۔ جبکہ عملاً دونوں جگہ یہ رویہ موجود ہے۔ پاکستان کی جیلوں میں بھی بعض مجرموں کو اس انداز سے رکھا جاتا ہے اور اس حوالہ سے مغرب کا طرز عمل گوانتانا موبے اور ابو غریب کی جیلوں سے ظاہر ہے۔ گوانتانا موبے میں تو بعض قیدیوں کو پنجروں میں بھی بند رکھا گیا ہے جو کہ ثابت شدہ بات ہے۔

2۔ قیدیوں کو بے لباس کرنا

موجودہ دور میں قیدیوں کو بے لباس کرنا ایک عام بات ہے۔یہ روش مشرق و مغرب ہر جگہ رائج ہے۔ مغرب میں اس کو معمول کی کاروائی کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ مختلف کیسز کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ کسی بھی قسم کی لاقانونیت، شہریوں کی قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ عدم تعاون، نظم و نسق میں رکاوٹ یا کسی بھی معمول کے انداز میں رکاوٹ پر جب بھی معاملہ پولیس کے زیر نگرانی آیا، کیس کو درج کرنے کے کام کی طرح متعلقہ شخص کی برہنہ تلاشی لی گئی۔ پاکستانی تھانوں میں تحقیق و تفتیش کے نام پر ایک یہ طریقہ عام ہو گیا ہے کہ قیدیوں کو بے لباس کر کے مارا جاتا ہے۔اور مغرب کی طرح اس کو پولیس والوں کے کام کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ فقہ کا تمام ذخیرہ اس بات پر متفق ہے کہ کسی بھی قسم کے مجرم کو بے لباس نہ کیا جائے۔

"وَلَا يُضْرَبُ الْمَدْيُونُ وَلَا يُقَيَّدُ وَلَا يُغَلُّ وَلَا يُجَرَّدُ وَلَا يُؤَاجَرُ وَلَا يُقَامُ بَيْنَ يَدَيْ صَاحِبِ الْحَقِّ إهَانَةً وَفِي الْمُنْتَقَى إذَا خَافَ فِرَارَهُ قَيَّدَهُ"[55]

قاضی کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ مدیون کو مارے وہ نہ اس کو باندھے، نہ بیڑیاں پہنائے، نہ اس کو طوق پہنائے، نہ اس کو بے لباس کرے، نہ اس کو دھکائے، نہ ہی اس کو توہین کی غرض سے صاحب حق کے آگے کھڑا کرے۔ہاں اگر اس کے بھاگ جانے کا خوف ہو تو اس کو قید کر دے۔

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں قیدی پر تشدد کی ممانعت کے بارے میں مزید وضاحت ہے۔ یہاں تو گفتگو مدیون کے حوالہ سے ہے جبکہ فتاویٰ ہندیہ میں قیدی کے حوالہ سے درج ہے قاضی کے لئے جائز نہیں کہ وہ قیدی کو جو کسی قرض کی وجہ سے یا کسی دیگر وجہ سے قید ہو مارے۔نہ وہ اس کو جکڑ کر رکھے نہ طوق و بیڑی ڈالے، نہ اس کے برہنہ رکھے، نہ اس کو سورج کی گرمی میں رکھے۔جب قاضی کو قیدی کے قید خانے سے بھاگ جانے کا خوف ہو تو اس وہ اس کو لصوص کے قید خانے میں ڈال دے۔اگر وہ قیدی بھاگنے سے نہ رکتا ہو تو اس کو قاضی کوڑے مارے[56]۔

فتاوی عالمگیری میں وضاحت درج ہے کہ کوئی شخص دین یا دنیا کے کسی بھی معاملہ میں متہم ہو اس کو بے لباس کرنا جائز نہیں۔اس حوالہ سے اسلام کے ستر پوشی کے احکامات بھی لاگو ہوتے ہیں۔اللہ نے لباس کا مقصد ہی ستر پوشی قرار دیا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿ يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾[57]

"اے اولادِ آدم، ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو"

اسی طرح سورۃ نور میں مؤمن مردوں اور عورتوں کو ستر کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے، جن لوگوں پر حدود اور قصاص واجب ہو چکا ہو، ان کو بھی بے لباس کرنے کی اجازت نہیں دی[58]۔ بلکہ اس بات کی تاکید کی گئی کہ سزا کا نفاذ بھی ستر پوش طریقہ کے ساتھ کیا جائے۔ اسی طرح تعزیری سزا میں بھی یہ جائز نہیں کہ ملزم یا مجرم کو بے لباس کر دیا جائے[59]۔

اسلامی قانون کے ممانعتی احکامات کے علاوہ اسلامی تاریخ میں مجرموں کے حوالہ سے بے لباسی کے برعکس رویہ ثابت ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ بدر کے دن جب قیدی لائے گئے تو ان میں حضرت عباسؓ بھی تھے مگر ان کے جسم پر قمیص نہیں تھی۔ نبی پاک ﷺ نے یہ دیکھا تو ان کو قمیص فراہم کی گئی۔ یہاں تک کہ ان کو منافق عبداللہ بن ابیٔ کا لباس سائز میں مناسب تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے لے کر ان کو فراہم کیا اور بعد میں اپنا کرتہ اس کو دیا۔ گویا جس طرح ممکن ہوا ان کو لباس فراہم کیا اور ذاتی طور پر بھی اس کے لئے عطاء فرمایا۔

((عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا كَانَ - - - يُكَافِئَهُ))[60]

"عمرو بن دینار نے بیان کیا انہوں نے جابر بن عبداللہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی سے قیدی (مشرکینِ مکہ) لائے گئے۔ ان میں حضرت عباس بھی تھے ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے قمیص تلاش کروائی۔ (وہ لمبے قد کے تھے) اس لئے عبد اللہ بن ابیٔ (منافق) کی قمیص ہی ان کے بدن پر آ سکی۔ اور آنحضرت ﷺ نے انہیں وہ قمیص پہنا دی۔ نبی کریم ﷺ نے (عبد اللہ بن ابیٔ کی موت کے بعد) اپنی قمص اتار کر اسے پہنائی تھی۔ ابن عیینہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر اس کا جو احسان تھا آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ اسے ادا کر دیں"

اسیران کے لباس کے حوالہ سے امام بخاریؒ نے "باب الکسوۃ الاساریٰ" کے نام سے ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ حضرت علی قیدیوں کو سال میں دو بار گرمی اور سردی میں کپڑا دیتے تھے[61]۔ لہٰذا دورانِ تفتیش مطلوبہ بیان پر ملزم کو مجبور کرنے کے لئے تجرید کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ عصرِ حاضر کے فقہا بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر وحبہ الزحیلی نے لکھا ہے کہ اسلام میں نہ طوق ڈال کر رکھنا جائز ہے، نہ برہنہ رکھنا، نہ تو بیڑیاں ڈال کر رکھنا ہے جائز ہے اور نہ ہی مثلہ کرنا جائز ہے[62]۔

اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ زیر حراست شخص کو نہ تو بیڑیاں ڈال کر رکھا جائے، نہ اس کو برہنہ رکھا جائے، نہ ہتھکڑیوں میں رکھا جائے اور نہ اس کا مثلہ کیا جائے۔ برہنگی کی ایک صورت کا جواز تو دیا جاتا ہے مگر اس کی کچھ شرائط بھی

ہیں۔ اگر متعلقہ شخص سے کسی راز کی برآمدگی برہنگی کے بغیر ممکن نہ ہو اور راز کی موجودگی یقینی ہو تو استحساناً فقہا نے اس کی اجازت دی ہے۔ امام بخاریؒ نے اس حوالہ سے حضرت علی کی روایت درج کی ہے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اسلامی لشکر کی اطلاعات پر مشتمل ایک خط ایک لونڈی کو دے کر اہل مکہ کی طرف بھیجا۔ اللہ نے اس کی خبر اپنے رسول ﷺ کو دے دی۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی قیادت میں ایک دستہ خط برآمد کرانے کے لیے اس کے پیچھے بھیجا۔ روضہ خاخ کے مقام پر ان کو وہ خاتون ملی۔ صحابہ نے اس سے خط کا تقاضا کیا مگر لونڈی نے انکار کیا۔ اس پر صحابہ نے اس کو دھمکی دی کہ اگر تم نے خط حوالہ نہ کیا تو تم کو برہنہ کرکے بھی تلاش کریں گے۔ اس پر اس نے خط حوالہ کر دیا

((سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ--- فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا))[63]

"میں نے حضرت علی سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھے، زبیر اور مقداد کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ (مکہ کے راستے پر) چلے جانا جب تم روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں ہودج میں سوار ایک عورت ملے گی۔ وہ ایک خط لئے ہوئے ہے، تم اس سے وہ لے لینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے۔ جب ہم روضہ خاخ پر پہنچے تو وہاں پر واقعی ہمیں ایک عورت ہودج میں سوار ملی (اس کا نام سارا یا کنود ہے) ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اس سے یہ کہا کہ اگر تو نے خود خط نکال کر ہمیں نہیں دیا تو ہم تیرا کپڑا اتار کر تلاشی لیں گے تب اس نے اپنی چوٹی میں سے وہ خط نکالا"

اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ اگر کسی راز سے برہنگی کے بغیر آگاہی نہیں ہو سکتی تو اس وقت بوجہ مجبوری اور بقدرِ ضرورت اس کی اجازت ہو گی۔ لیکن اس کے لئے یہ اجازت تب ہو گی جب حالات و قرائن اس کی تصدیق کر رہے ہوں۔ جیسا کہ واقعہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اس کی اطلاع دی تھی۔ لہٰذا عورت کے پاس خط کی موجودگی یقینی تھی اور وہ اس کا انکار کر رہی تھی۔ اس صورت میں وصولی کی ایک ہی صورت تھی کہ جسمانی تلاشی کی جائے۔ لہٰذا صحابہ نے اس کو دھمکی دی تاہم اس کے بغیر ہی خط برآمد کر لیا گیا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اکثر صورتوں میں زیرِ حراست شخص کی اس نوعیت کی تلاشی سے اس کے جسم سے کسی چیز کی برآمدگی مطلوب نہیں ہوتی۔ یہاں بے لباس کرنے سے مقصد اس کی تذلیل اور اسے ذہنی اذیت پہنچانا ہوتا ہے تاکہ وہ تفتیش کار کی ہر بات کو تسلیم کر لے۔ اور اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ اقرار بالجبر کی ایک سنگین صورت ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ زبردستی کا اقرار مستند نہیں۔ معاصر فقہ میں بھی ان تمام حالات کے باوجود اس کی ممانعت ہے۔

"تَحْرُمُ الْمُعَاقَبَةُ بِالتَّجْرِيدِ مِنَ الثِّيَابِ لِمَا فِي ذَلِكَ مِنْ كَشْفِ الْعَوْرَةِ."[64]

مغربی ذرائع میں قیدیوں کے حقوق یا ان سے برتاؤ کی ہدایات میں علیحدہ سے تو بے لباسی کا تذکرہ نہیں ملا مگر عمومی طور پر یہ رویہ (Inhuman or Degrading treatment) میں شمار کیا جائے گا، جو کہ (UNSMR) کے مطابق ممنوع ہے[65]۔ اسی طرح (UNCAT) کے مطابق بھی اس رویہ کی گنجائش نہیں ہے۔ مگر تھانہ کلچر میں یہ رویہ رائج ہے۔ سروے کے مطابق اسی فیصد قیدیوں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ پاکستانی جیلوں کے علاوہ مغرب کی جیلوں میں بھی یہ رویہ عام ہے۔ اور اس کا مقصد حقائق کی تلاش یا کسی راز سے پردہ اٹھانا نہیں بلکہ محض اسیر کی تذلیل اور اس کو ذہنی اذیت دینا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مغرب کی جیلوں میں (Strip Search) کے نام سے بالکل برہنہ تلاشی لی جاتی ہے۔ یہ تلاشی محض بوقتِ ضرورت ہی نہیں لی جاتی بلکہ یہ حوالات یا جیل میں داخلے کی بنیادی کاروائی کا ایک انداز ہے نیز اس کے علاوہ معمول کی کاروائی کے طور پر تلاشی کے لئے اور جیل سے باہر آنے اور جانے کی کاروائی کے طور پر رائج ہے۔

3۔ سٹرپ سرچ

(Strip search) کا باقاعدہ نفاذ شمالی آئرلینڈ کی عورتوں کی جیل (Armagh Gaol) میں اکتوبر 1982 میں ہوا جب دو قیدیوں کے پاس سے عدالت کے اس کمرے کی چابیاں برآمد ہوئیں جہاں ان کی سماعت ہونی تھی۔ اس پر گورنمنٹ نے خصوصی ایکشن لیا اور (Rub down search) کی جگہ (Strip Search) کا طریقہ رائج کیا۔ اس طریقہ کے مطابق (Armagh Gaol) کی جیل میں ہر بار جیل سے باہر جانے اور اندر آنے پر خواہ قیدی جیل کے ہسپتال تک ہی جائیں، سٹرپ سرچ ہوتی تھی۔ ریمانڈ پریزنرز کی خواہ وہ کسی بھی عمر کے ہوں ہفتہ میں دو بار سٹرپ سرچ ہوتی تھی۔ کیونکہ انہیں ہر ہفتے پیشی کے لئے عدالت میں جانا ہوتا تھا[66]۔ سٹرپ سرچ کا جو طریقہ طے کیا گیا ہے اس کے مطابق مشکوک شخص کو یہ کہنا کہ وہ اپنا لباس اور جسم پر پہنی ہوئی ہر چیز اتار دے۔ جسم کے مختلف حصوں بالخصوص خول یا سوراخ نما اعضاً یا جھکی ہوئی جلد کے نیچے سے تلاشی اور جائزہ لینا۔ برقی سکینرز سے جائزہ لینا، جس سے مکمل جسم کا عکس نظر آتا ہے۔ جیساکہ ہوائی سفر کے دوران بغرضِ حفاظت عکس دیکھا جاتا ہے۔ جزوی سٹرپ سرچ اس تلاشی کو کہا جائے گا جس میں متعلقہ شخص کو جوتے، جرابیں، کوٹ، جیکٹ، بیلٹ اور انڈر ویئر اتارنے کو کہا جائے یا قمیص کے بٹن کھولنے کو کہا جائے[67]۔

سٹرپ سرچ کے علاوہ ایک مزید تلاش کا طریقہ (Body Cavity Serch) کا ہے۔ جس میں خوراک کی نالی، معدہ، مقعد، بڑی آنت، فرج، عضو تناسل، کان، اور ناک کے نتھنوں کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ان مقامات پر ربڑ یا پلاسٹک میں لپیٹ کہ ممنوعہ اشیا منتقل کی جاتی ہیں۔ جن میں رقم، منشیات، چھوٹے ہتھیار، ثبوتِ جرم، سرنج اور چھوٹا سامان شامل ہیں۔ اس سرچ کے لئے کچھ پابندیاں بھی طے کی گئی ہیں۔ مثلاً کسی واقعی ضرورت کے بغیر یہ تلاشی ممنوع ہے۔ واقعی ضرورت کا تعین کسی ابتدائی ثبوت کے ذریعے ہوگا۔ اگر اس تلاش سے ملزم کو یقینی نقصان

پہنچنے کا اندیشہ ہو تو بھی یہ ممنوع ہو گی۔ غیر متعلقہ افراد کی موجودگی میں ممنوع ہو گی۔ سرچ کا مقام ایسا نہ ہو جو ملزم کی عزت نفس اور پرائیویسی کے خلاف ہو۔ سرچ دو سے زیادہ افراد کی موجودگی میں نہ کی جائے[68]۔

امریکہ میں سٹرپ سرچ کے کئی کیسسز ریکارڈ پر ہیں جن کا کوئی جواز نہیں ہے[69]۔ ٹریفک اصولوں کی معمولی بے پرواہی پر، معمولی جرمانوں کے فوری طور پر ادا نہ کر سکنے کے باعث زیر حراست لوگوں کی، سکول کے بچوں کی، ملازمین کی، جیل میں ملاقات کے لئے آنے والوں کی، کاروباری لوگوں کی اور خود جیل کے گارڈز کی بھی معمولی باتوں پر سٹرپ سرچ کر دی گئی[70]۔

سٹرپ سرچ کے نام پر بلا قید و شرط اختیار دے دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے نام پر تلاشی سے بڑھ کر تحقیر اور ذلت کا رویہ اختیار کیا گیا۔ قانون ساز اداروں کا کہنا ہے کہ سٹرپ سرچ سمگلنگ، منشیات اور ہتھیاروں کے انتقال اور تشدد اور خطرات کو روکنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مگر پولیس کے اعداد و شمار سمگلنگ، منشیات اور ہتھیاروں کے پھیلاؤ میں ملوث افراد کے علاوہ معمول کی سٹرپ سرچ میں ایسا کوئی مفاد ثابت نہیں کر سکے۔ اسی طرح ریمانڈ پر بزنرز کی ہفتہ وار عدالت میں پیشی کے لئے آتے اور جاتے وقت سٹرپ سرچ کا بھی کوئی جواز نہیں ہے۔ اس صورت میں کہ مغرب کی جیلوں میں حتیٰ کہ قیدیوں کے باتھ رومز بھی زیر نگرانی ہوتے ہیں اور عدالت آنے اور جانے کے دوران ان کی کسی سے ملاقات کا امکان نہیں ہوتا۔ اس صورتحال میں ممنوعہ اشیا کی ترسیل کی وجوہات کچھ اور ہو سکتی ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ محافظین اپنا کام ایمانداری سے انجام نہیں دیتے۔ اس ذریعے پر نگرانی بڑھانے کی ضرورت ہے۔[71]۔

کچھ پولیس آفیسرز نے یہ مؤقف بھی اختیار کیا ہے کہ سٹرپ سرچ مہلک بیماریوں کے انکشاف کے لئے ضروری ہے۔ مگر سٹرپ سرچ کا مروج طریقہ قطعاً طبّی مقاصد کی تائید نہیں کرتا۔ تاہم پیرول پر جانے والے قیدی اور ملاقاتیوں سے بیریئر کے بغیر ملاقات کرنے کے بارے میں تمام مغربی ذرائع یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان مقاصد کے لیے جانے والے اسیران کی سٹرپ سرچ ہو گی۔ ان کے خیال میں جو قیدی اہلخانہ سے کسی مانع کے بغیر ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اس کو ملاقات سے پہلے اور بعد میں دو مرتبہ سٹرپ سرچ سے گزرنا ہو گا[72]۔ اگر قیدی سٹرپ سرچ سے بچنے کے لئے اہلخانہ سے ملاقات نہ کرنے کو ترجیح دے، یا پیرول پر جانے سے انکار کرے تو یہ قیدی کی اصلاح کے مقصد کے خلاف ہے۔ اس صورت میں کہ سزا کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد مجرم کی اصلاح ہے۔ نیز یہ صورتحال اہلخانہ کے حقوق کے بھی منافی ہے۔ جیسا کہ یہ واضح ہے کہ جرم فرد نے کیا ہے، پورے خاندان نے نہیں۔ جبکہ اس صورتحال میں سزا تمام خاندان کو ملتی ہے۔ نیز اس طرح رہائی کے بعد معاشرہ میں بحالی کے مقصد میں بھی مسائل پیدا ہوں گے۔ طویل عرصہ جیل میں رہنے کی وجہ سے معاشرہ سے عدم مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور معاشرہ کے اقدار، حالات اور معمولات سے یہ عدم مطابقت نئے مسائل کو جنم دیتی ہے جس سے مزید جرائم میں مبتلا ہونے کی راہ نکلتی ہے۔ معمولی باتوں پر مرد و خواتین دونوں کی اس نوعیت کی چیکنگ ان میں گمبھیر مسائل کو جنم دیتی ہے۔ کافی تعداد میں متاثرین خودکشی کی کوشش کرتے

ہیں۔کچھ شدید نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ خواتین کی رائے میں اس نوعیت کی تلاشیاں زنا کے مترادف ہیں[73]۔

محکمہ پولیس اور جیل کی دیگر آبادی کو محفوظ رکھنے کے لئے دیگر طریقے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اس کو علیحدہ سیل میں رکھا جا سکتا ہے۔(Pat Down Search) کا طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس کے لئے عام میٹل ڈیٹکٹر کے علاوہ میٹل ڈیٹیکٹر گلووز بھی موجود ہیں۔سکینرز استعمال کیے جا سکتے ہیں جو ایر پورٹس پر بھی مستعمل ہیں[74]۔

4۔ الیکٹرک شاک لگانا اور سخت ٹھنڈ یا گرمی میں رکھنا

مختلف سماجی اور ابلاغی اداروں اور وکلاء تنظیموں کے توسط سے عصرِ حاضر میں سزا اور تفتیش کے دوران تشدد کے جن نئے طریقوں سے آگاہی حاصل ہوئی ہے۔ ان میں سے یہ طریقہ بھی مستعمل ہے کہ حسبِ منشا الزامات کا اقرار کروانے کے لئے ملزم کو الیکٹرک شاکس لگائے جاتے ہیں۔اسی طرح کا ایک انتہائی طریقہ یہ ہے کہ ملزم پر گرم پانی انڈیلا جاتا ہے یا اس کو سخت ٹھنڈ میں یا کسی بھی موسم میں برف کی سل کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ اسطرح کے تمام طریقوں کو غیر انسانی ہی کہا جا سکتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں آگ سے عذاب دینے کی ممانعت ہے۔

((إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا فَاقْتُلُوهُ وَلَا تُحْرِقُوهُ، فَإِنَّهُ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ))[75]

''اگر تم فلاں فلاں شخص کو پاؤ تو اس کو قتل کر دینا، مگر اس کو جلانا مت، کیونکہ آگ کے رب کے سوا کسی کے لئے آگ سے عذاب دینا روا نہیں۔''

اسی طرح فقہا نے بھی اس کی ممانعت کی ہے۔کتبِ فقہ کے مطابق یہ جائز نہیں کہ قید خانہ ایسی جگہ ہو جہاں پر قیدی کو کھانے اور پانی سے محروم رکھا جائے یا یہ کہ بہت گرم مقام ہو، یا سایہ نہ ہو، یا بہت سرد مقام ہو، یا کھڑکی دروازہ کے بغیر مکان ہو یا دھواں دار جگہ ہو یا اس کو سردی میں گرم کپڑوں سے منع رکھا جائے۔ اور اگر ان وجوہات سے قیدی مر گیا تو دیت قید کرنے والے پر لازم آئے گی[76]۔

تقریباً تمام فقہا نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اسیر کو ایسی جگہ پر قید کرنا درست نہیں جہاں پر بہت تنگ جگہ ہو، بہت گرم جگہ ہو یا سورج کے نیچے یعنی ایسی جگہ نہ ہو جہاں سورج کی گرمی سے بچنا ممکن نہ ہو۔ یا بہت ٹھنڈی جگہ بھی نہ ہو۔ایسا مکان بھی نہ ہو جس کے روشندان بند کئے ہوئے ہوں۔ ایسی جگہ بھی نہ ہو جہاں دھواں ہو۔ نیز یہ کہ موسم کی مناسبت سے لباس اختیار کرنے سے بھی نہ روکا جائے۔ فقہ میں جہاں حبس کی مشروعیت بیان ہوئی ہے وہاں اس کی ایک وجہ قرضدار کا استطاعت رکھنے کے باوجود قرضخواہ کو قرض کی ادائیگی نہ کرنا ہے۔اس کے لئے قاضی کو یہ ہدایت تو دی گئی ہیں کہ اس کے لئے ایسے حالات پیدا ہوں جن سے تنگ آکر وہ قرض کی ادائیگی کرے۔ مگر اس کے لئے بھی ایسی کسی صورت کی اجازت نہیں ہے جن سے اس طرح کی تکلیف ہوتی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے قیدی کو صرف دھوپ میں کھڑا کرنے سے بھی منع فرمایا خواہ قیدی کو موت کی سزا بھی دی جانے والی ہو۔ جیسا کہ غزوہ بنی قریظہ کے موقع پر فرمایا

"لَا تَجْمَعُوا عَلَيْهِمْ حَرّ الشّمْسِ وَحَرّ السّلَاحِ"[77]

"ان پر سورج کی گرمی اور اسلحہ کی گرمی کو جمع نہ کرو۔"

اسی طرح کتب فقہ میں بھی اس کی ممانعت ہے۔

مطالبہ کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ زیر حراست شخص کو دھوپ میں کھڑا رکھے یا برف میں یا کسی جگہ پر محبوس رکھے، جو اسے نقصان پہنچائے[78]۔

ملزم یا مجرم سے تفتیش یا تعذیب کے لئے جسم کے کسی حصے کو جلانے کی ممانعت ہے۔ اس کے اوپر گرم پانی یا تیل گرانے کی ممانعت ہے۔ حتیٰ کہ صرف دھوپ میں کھڑا رکھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح سردی کے موسم میں گرم کپڑوں سے محروم کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ متعلقہ شخص کو دھوئیں کی جگہ پر رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ برف یا ٹھنڈی جگہ پر رکھنے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ اس سے کوئی عضو ضائع یا ناکارہ ہو سکتا ہے۔ ان عبارات سے الیکٹرک شاکس کی بھی ممانعت واضح ہے، کیونکہ اس میں آگ سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس سے اعضاء کا جلنا اور ناکارہ ہونا یا موت واقع ہونا سب ممکن ہے۔ فقہا نے وضاحت کی ہے کہ ان سب طریقوں سے ملزم یا قیدی کا کوئی عضو ناکارہ ہونے کی صورت میں یا موت واقع ہونے کی صورت میں حابس پر دیت کی ادائیگی لازم ہو گی۔

پارکر رپورٹ میں زیر حراست شخص کو برقی جھٹکے لگائے جانے کو جواز دیا گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ الیکٹرک شاکس کو ظلم و تشدد میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ معلومات کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اگرچہ لارڈ گارڈنر نے اس رپورٹ سے اختلاف کیا۔ اور اکثریتی رائے کے برخلاف ان کی اقلیتی رائے کے مطابق (Five techniques) کو تشدد قرار دیا گیا[79] اس کے علاوہ کونسل آف یورپ کے فیصلہ میں اس کی ممانعت درج ہے۔ بالخصوص کسی فرد کے اعضاٗ کی قطع و برید نہ کی جائے، نہ ہی کسی فرد کو جلایا جائے نہ ہی کسی قسم کا تشدد کیا جائے۔ نہ ہی اس کو منشیات کے استعمال پر مجبور کیا جائے۔ نہ ہی متعلقہ فرد کی معلومات یا رضا کے بغیر اس کے معاملات کی کاروائی کی جائے۔ نہ ہی فرد کو دورانِ قید روشنی، اندھیرے، شور یا خاموشی کی اس حد تک کمی یا زیادتی کا شکار کیا جائے جو اس کی ذہنی صحت کے منافی ہو[80]۔ اسکے علاوہ میک کین امینڈ منٹ میں بھی ہر قسم کے الیکٹرک شاکس لگانے، جلانے، یا سخت ٹھنڈ یا دھوئیں میں رکھنے کی ممانعت ہے۔ قیدی کے منہ پر کوئی رکاوٹ باندھے رکھنا یا اس کی آنکھوں پر پٹی باندھے رکھنا، تشدد کرنا، بجلی کے جھٹکے لگانا، جلانا، یا کسی دوسری طرح سے جسمانی تکلیف دینا، پانی میں ڈبکیاں دینا، فوجی کتوں کے ذریعہ سے تشدد کرنا گرم بھاپ یا پانی سے جلانا، دھویں میں رکھنا، ضروری کھانے، پانی اور علاج سے محروم رکھنا[81]۔ ان سب تفتیشی طریقوں پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

5۔ ملزم پر کتے یا چوہے چھوڑنا

تفتیش کا ایک طریقہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ملزم پر کسی محدود جگہ میں بھوکے کتے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ جو اس کو انتہائی زخمی کر دیتے ہیں۔ اس سے بعض اعضا ناکارہ ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ سروے کے دوران بعض قیدیوں نے یہ بتایا کہ دورانِ تفتیش کچھ ملزموں کی شلوار میں چوہے چھوڑ کر پائنچے نیچے سے پاؤں کے ساتھ باندھ دیے گئے۔ اس طرح کی انتہائی اذیتیں اس لئے دی جاتی ہیں کہ ملزم خود پر لگائے گئے الزامات کو تسلیم کرلے۔ فقہا کے مطابق اس عمل سے ملزم کا جتنا جسمانی نقصان ہوگا اسی کے بقدر اس کو ذمہ داران کی جانب سے دیت کی ادائیگی واجب ہوگی۔ اور اس ناجائز سلوک کے روا رکھنے پر سزا بھی ہو سکتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس عمل سے ملزم کا کوئی عضو کٹ یا پھٹ جانے یا مثلہ ہو جانے کا قوی امکان ہے۔ اور قیدی کے حوالہ سے نصوص میں یہ بات آئی ہے کہ خواہ حربی قیدی بھی جب قابو میں آجائیں تو ان کا بھی مثلہ کرنا جائز نہیں۔ قیدی کو ضرب لگانے کے حوالہ سے بھی ہدایات موجود ہیں۔ ضرب کی حد یہ ہے کہ اس کی کوئی ہڈی ظاہر نہ ہو۔ مگر درج بالا نوعیت کی اذیت سے ہڈی ظاہر ہونے کا قوی امکان ہے۔ اسی طرح نصوص میں چوہے کے حوالہ سے درج ہے کہ گبریلے کیڑے سے کٹوانا جائز نہیں ہے۔ امام مالکؒ سے گرم تیل اور گبریلے کیڑے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ سزا تو کوڑے اور قید خانہ ہے[82]۔

مغربی مصادر میں بھی کتے یا چوہے سے اذیت دینے کے بارے میں پابندی وارد ہے۔ درج بالا میک کین امینڈمنٹ میں صراحت کے ساتھ زیر حراست افراد پر فوجی کتوں کے ذریعے تشدد یا تفتیش کی ممانعت وارد ہے۔ اس کے علاوہ (DTA)) میں بھی کتوں سے حراساں کرنے کی ممانعت ہے۔

6۔ مسلسل بھوکا پیاسا رکھنا

اسلامی اور مغربی ادب میں قیدیوں کو مسلسل بھوکا پیاسا رکھنے کو پسند نہیں کیا گیا۔ قرآن و حدیث کا عمومی مزاج جرم و سزا کے حوالے سے توازن اور مطابقت کے اصول کی پابندی کرنے کا ہے۔ یعنی جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی جائے۔ تاہم عمومی رویہ اسیران سے حسن سلوک کا ہے۔ قیدی کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے

'﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾[83]

"اور اللہ کی محبت میں یتیم، مسکین اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"

آپ ﷺ نے غزوہ احزاب میں قید کئے گئے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

((أَحْسِنُوا إِسَارَهُمْ، وَقَيِّلُوهُمْ، وَأَسْقُوهُمْ))[84]

"اپنے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، ان کو آرام سے رکھو اور پانی پلاؤ۔"

ایک حدیث مبارکہ میں بلی کے باندھ رکھنے کے باعث مر جانے کی وجہ سے عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ صحیح بخاری میں ارشاد ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو عذاب ایک بلی کی وجہ سے ہوا۔ جسے اس نے اتنی دیر تک باندھے رکھا تھا کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی اور وہ عورت اسی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے کہ جب تو نے اس بلی کو باندھے رکھا؛ اس وقت نہ تم نے اسے کچھ کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی[85]۔

ایک جانور کے بھوکے رہ کر مر جانے پر اتنی سخت وعید ہے۔ اسلام کسی انسان کو درج بالا نوعیت کی سخت سزائیں دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ حضرت ابو عزیز عمیر حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی تھے، فرماتے ہیں کہ میں بدری قیدیوں میں شامل تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ قیدیوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو۔ میں ایک انصاری جماعت کے ساتھ تھا۔ جب وہ دوپہر اور شام کا کھانا کھاتے تو خود کھجوریں کھاتے اور مجھ کو روٹی کھلاتے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنے کی تاکید کی تھی[86]۔

بدر کے قیدی وہ تھے جنہوں نے تیرہ برس تک آپ ﷺ اور اکے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بے حد تکالیف دی تھیں اور جلا وطنی پر مجبور کیا تھا، ان کے لئے آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اپنے سے بہتر کھانا کھلانے کی تاکید کی۔ اسی طرح ایک قیدی کا واقعہ منقول ہے کہ بنی عقیل کے ایک آدمی کو صحابہ کی ایک جماعت نے گرفتار کر لیا۔ جب رسول اللہ اس کے پاس سے گزرے تو اس نے آپ ﷺ کو پکارا اور عرض کی کہ میں بھوکا ہوں آپ مجھے کھانا کھلائیے، اور میں پیاسا ہوں مجھے پلائیے۔ نبی کریم نے جواب دیا **"نعم هذه حاجتك"** کہ ہاں یہ تمہاری حاجت پوری کی جائے گی۔[87]

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ

((كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ، عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ))[88]

کہ آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کی خوراک روک لے۔

ملزم اور قیدی بھی زیر دستوں میں شامل ہیں۔ ثمامہ بن اثال قیدی کی حیثیت سے آئے تو نبی کریمؐ نے صحابہ کو قیدی کی دیکھ بھال کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا

((اجْمَعُوا مَا قَدَرْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ طَعَامِكُمْ فابعثوا إِلَيْهِ))[89]

جس کھانے کی چیز پر بھی تم قدرت رکھتے ہو اسے جمع کرو اور اس سب کو اس کی طرف بھیج دو۔

آپ ﷺ کے فرمان سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ گھر میں خوراک کی وسعت نہ تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ کو یہ فرمانا پڑا کہ تمہارے پاس جو ہے وہ جمع کرکے ثمامہ کو بھیج دو۔ یعنی قیدی کو خوراک کے حوالہ سے خود پر ترجیح دلوائی۔ کجا یہ کہ قیدی کو مسلسل بھوکا پیاسا رکھا جائے۔ حضرت علیؓ نے اپنے اوپر حملہ کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ اس کو کھلاؤ پلاؤ

۔میں اگر زندہ رہا تو میں اپنے خون کا خود ولی ہوں۔ چاہوں تو معاف کردوں اور چاہوں تو عدالت میں پیشی کراؤں گا۔ لیکن اگر میں مر گیا تو اس کو قصاص میں قتل کر دینا مگر مثلہ نہ کرنا[90]۔

درج بالا روایات اسیر کے ساتھ عمومی رویہ کے بارے میں ہیں۔ جبکہ عصر حاضر میں دورانِ تفتیش ملزموں کی خوراک کے حوالہ سے انتہائی تشویش ناک صورت حال پائی جاتی ہے۔ ملزموں کو حقیقت اگلوانے کے لئے مسلسل بھوکا پیاسا رکھنا یا سخت بھوک اور پیاس کے وقت نامناسب یا ناپاک اشیا کھانے کے لئے مہیا کرنا تفتیش کے ایک طریقہ کے طور پر مستعمل ہے۔ خوراک کی کمی کو تحقیق و تفتیش کے لئے استعمال کرنے کی گنجائش موجود ہے مگر اس کی کچھ حدود ہیں۔ایک تو یہ کہ لمبی مدت تک اس کو جاری نہیں رکھا جاسکتا۔ اس حوالہ سے یہ لازم ہے کہ میڈیکل آفیسر متعلقہ شخص کے معائنہ کے بعد یہ اطلاع جاری کرے کہ وہ باآسانی کتنی دیر تک اس کو برداشت کرسکتا ہے۔ یا اس تیکنیک سے اس کو کتنا نقصان ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ (Five Techniques) حوالہ سے یہ شرائط موجود ہیں کہ ڈاکٹر اور سائکاٹرسٹ ان ٹیکنکس کے استعمال کے دوران روزانہ ملزم کا معائنہ کرے گا۔

مشرق و مغرب میں بالعموم جیل کے نظام میں ڈاکٹر کی حیثیت بھی موثر نہیں۔ان کی ہدایات کو کہیں بھی قابلِ عمل نہیں سمجھا جاتا۔ جیسا کہ برطانیہ کے ایک جیل کے ڈاکٹر اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس کافی تعداد میں قیدی لائے جاتے تھے وہ انکا مکمل معائنہ کرتے تھے۔ان کے جسم پر ڈاکٹر کو تشدد کے کافی نشانات نظر آتے تھے۔ مگر نہ تو وہ خود ان سے اس کے بارے میں سوال کرتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی قیدی نے ان سے اس کی شکایت کی۔اور نہ ہی ان تکالیف کی تفصیل ان کی صحت کی کتاب میں درج کی جاتی تھی۔ [91]اس کے علاوہ آئر لینڈ کیس (1971) میں (Five techniques) میں بھی خوراک کی کمی رکھی گئی۔ متاثرین میں سے ایک ڈینٹل ٹیکنیشن نے بتایا کہ سرکاری طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ (Deep Interrogation Techniques) میں متاثرین کو ساڑھے بیالیس گھنٹوں تک دیوار کے آگے کھڑا رکھا گیا۔ جس کی پوزیشن یہ بتائی گئی ہے کہ ان کے چہروں پر تہیلیاں ڈالی گئی تھیں اور ان کو بالجبر دیوار کی طرف چہرہ کرکے بازو عقاب کی مثل پھیلا کر سات دنوں بغیر کھانے ، پانی اور بغیر نیند کے کھڑا رکھا گیا۔ مگر اس گروہ کے ایک گرفتار شخص کا کہنا ہے کہ یہ بالکل غلط اعداد و شمار ہیں۔ ہم لوگ ایک ہفتے تک صبح دوپہر ، شام اور رات وہاں کھڑے رہے جس میں کوئی وقفہ نہیں تھا۔ اور اس میں خوراک بالکل نہ ہونے کے برابر تھی۔ صرف قلیل مقدار میں بریڈ اور چند گھونٹ پانی[92]۔

میک کین امینڈمنٹ میں بھی درج ہے کہ زیر حراست افراد کو ضروری خوراک، پانی اور علاج سے نہ روکا جائے۔ ستمبر 2006 کے آرمی فیلڈ مینول میں بھی ضروری خوراک ، پانی اور علاج سے محروم رکھنے کی ممانعت ہے۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان ترمیمات پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔

7۔ مسلسل جگائے رکھنا

عصرِ حاضر میں جرائم کی تحقیق وتفتیش کے لیے ایک عام استعمال کیا جانے والا طریقہ یہ بھی ہے کہ قیدی کو مسلسل جگایا جاتا ہے۔اس کو نیند سے محروم رکھا جاتا ہے۔ جاگتے رہنے پر مجبور کرنے کے لئے اس کی جائے رہائش پر تیز روشنی یا تیز آواز کا انتظام رکھا جاتا ہے۔ ملزم یا مجرم کو نیند سے محروم رکھنے کا بھی تفتیش کے لئے مشروط طور پر جواز ہے۔ چونکہ تحقیقِ حال یا کسی جرم یا واقعہ کی تفتیش ایک نہایت اہم مقصد ہے اور ملزم سے تفتیش کے لئے اس کو کچھ نہ کچھ مجبور کیا جانا لازم ہے۔ نیز یہ امر بھی واضح ہے کہ کوئی ملزم درحقیقت اگر مجرم ہے تو وہ باآسانی اپنے جرم کا اعتراف نہیں کرے گا۔ مگر اس کے ساتھ کہ بھی امکان ہے کہ اگر متعلقہ شخص بے قصور ہے تو اس کو بلاوجہ تکلیف نہیں دی جا سکتی۔اس حوالہ سے قابل عمل بات یہ ہوگی کہ جب قرائن سے ملزم کے مجرم ہونے کی تائید ہو رہی ہو، ابتدائی معلومات اور ثبوت سے ملزم کا جرم ثابت ہوتا ہو اور اس حوالہ سے کچھ مزید معلومات درکار ہوں تو محدود مدت کے لئے اس طرح کے حربے آزمائے جا سکتے ہیں۔ غزوہ بدر کے حالات میں ذکر ہے کہ حضرت عباسؓ کے تمام رات کراہنے کی آواز نبی پاک ﷺ سنتے رہے۔ یعنی وہ باندھے جانے کی وجہ سے تمام رات سو نہ سکے۔ سنن ابوداؤد کی حدیث ہے:

((وَإِذَا أَبُو يَزِيدَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي نَاحِيَةِ الْحُجْرَةِ مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ بِحَبْلٍ))[93]

"ابو یزید سہیل بن عمرو بھی حجرے کے ایک کونے میں پڑا تھا۔ایک رسی سے اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن سے باندھ دیا گیا تھا"

یعنی ابو یزید سہیل کے ہاتھ ان کی گردن میں باندھ دیے گئے تو وہ یقینا سو نہیں سکے ہوں گے۔ اسی طرح ثمامہ بن اثال کو تین دن تک مسجد کے ستون کے ساتھ باندھا گیا تو وہ بھی نہیں سو سکے ہوں گے۔ یعنی تحقیق کے لئے بظاہر محدود مدت تک اس ٹیکنیک کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ذہنی و نفسیاتی مرض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ان طریقوں کا شمار بھی ممنوعہ طریقوں میں ہوگا۔ اس حوالہ سے میڈیکل آفیسر اور ماہر نفسیات کا کردار بہت اہم ہے۔ تاہم اس طریقہ کو عارضی اور وقتی طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ حدیث میں مذکورہ واقعات میں مقصد قیدی کو نیند سے محروم کرنا نہیں تھا اگرچہ سزا کے حصے کے طور پر یہ عمل واقع ہوا۔ مگر موجودہ صورتحال میں ملزم کو محض اذیت دینے کے لئے لمبی مدت تک نیند سے محروم کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ مسلسل نیند سے محروم رہنے کی وجہ سے ملزم کے اعضا شل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے نیند کو سکون کا ذریعہ بتایا ہے

﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾[94]

"اور تمہاری نیند کو باعثِ سکون بنایا"

اسی طرح مسلسل تیز روشنی یا تیز آواز میں رکھنے سے صحت اور قوت سماعت اور قوتِ بصارت بھی متاثر ہو سکتی ہے اور دماغ بھی مفلوج ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایسے کسی طریقہ سے مسلسل تکلیف دینے کو غیر انسانی سلوک کہا گیا۔ امریکی

ڈیپارٹمنٹ آف جسٹس آفس آف لیگل کونسل کے ایگزیکٹو آرڈر میں تفتیش کی غرض سے جگائے رکھنے کی مقدار متعین کی گئی، جس کے تحت زیرِ حراست شخص کو شور اور دیگر طریقے استعمال کرتے ہوئے سونے سے روکنے کی حد تیس دن کی مدت میں چھیانوے گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ ایک سو اسی گھنٹے ہے۔[95]

تیس دن کی مدت سے مراد یہ ہے کہ مناسب وقفوں کے ساتھ اس طریقِ تفتیش کو ایک ماہ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلسل ایک ماہ تک کسی ملزم کو جگائے رکھا جا سکتا ہے۔ ایک ماہ سے زیادہ اس طریقِ تحقیق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

خلاصۂ بحث:

درج بالا سطور میں تفتیش کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ضمن میں تفتیش کا تصور، اس کی حدود، دائرۂ کار اور جواز پر بحث کی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات سے تفتیش کے حوالے ذکر کیے گئے نیز مغرب کی زبان اور مغربی ممالک کے قانون اور معاشروں سے تفیش کے حوالہ جات ذکر کیے گئے ہیں۔

اس سب بحث کا حاصل یہ ہے کہ انکشافِ حقائق ایک اہم فریضہ ہے۔ اس پر معاشرتی امن کا دار و مدار ہے۔ تاہم موہوم یا مشکوک حق کی تلاش کی خاطر کسی فرد کے یقینی حقوق کو تلف کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ بہت سی حق تلفیاں قانون میں موجود نہیں ہیں، مگر عملاً کئی معاشروں میں وہ تفتیشی اداروں اور حکومتوں کے بڑے استحقاق اور دھٹائی کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہیں۔ پاکستانی اور مغربی معاشروں میں بہت سے بنیادی انسانی حقوق انتہائی طور پر تلف کیے جا رہے ہیں۔ قیدیوں پر تفتیش کے نام پر سزا سے کہیں زیادہ انسانیت سوز مظالم انکشافِ حقائق کے نام پر کیے جا رہے ہیں۔ حد سے زیادہ ظلم و تشدد، جکڑ بندی، مسلسل قید تنہائی، خوراک، پانی، نیند اور دیگر بنیادی ضروریات سے مسلسل محروم رکھنا، بلاضرورت اور نامناسب انداز میں برہنہ تلاشیاں لینا، نیز مطلوبہ بیانات منوانے کے لیے ذہنی دباؤ کے طور پر بے لباس رکھنا، قیدیوں پر کتے اور چوہے چھوڑ دینا یہ سب وہ طریقہ ہائے تفتیش ہیں جو قوانین میں ممانعت ہونے کے باوجود تمام معاشروں میں کسی نہ کسی حد تک اور کسی نہ کسی صورت میں مستعمل ہیں۔

تجاویز و سفارشات:

درج بالا حقائق کی روشنی میں مقالہ نگار اس نتیجہ تک پہنچی ہے کہ تادیب و تشدد کا مروجہ نظام اسلامی تعلیمات کی رو سے ناجائز ہے۔ جیلوں اور عقوبت خانوں کی حالتِ زار کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس بھی موجود ہیں۔ ان کی روشنی میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اہلِ حل و عقد اس اہم امر کی طرف توجہ کریں اور ماورائے قانون ٹارچر سیلوں کو قانون کے تحت لانے کے لیے ضروری کاروائی کی جائے۔ نیز پولیس تھانوں، حوالات اور جیل خانوں میں

تھی تادیب و تشدد کی صورتحال کو قانون کے دائرۂ کار کے اندر رکھنے کے لیے مناسب قانون سازی کی جائے اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

حوالہ جات

[1]ابن منظور، لسان العرب، باب الفاء، جز:6،ص:325

[2]مجمع اللغۃ العربیہ، المعجم الوسیط، باب الفا، جز:2،ص:672

[3]قاسمی، وحید الزماں، کیرانوی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1986،ص:1202

[4]قلعہ جی، محمد رواس، معجم لغۃ الفقہاء، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، پاکستان، 1404ھ،ص:138

[5]الزبیدی، تاج العروس، باب الفا، جز:17،ص:296

[6]*Encyclopedia of Britannica*, 15[th]ed. (Chicago,), s.v. Interrogation..

[7]*Longman Dictionary of contempary English.* 3[rd] ed.S.v. Interrogation. Eddited by Hitchen Herts, longman group ltd: Thomsan Press india, 1985.

[8]*Longman Dictionary of contempary English.* 3[rd] ed. Eddited by Hitchen Herts, longman group ltd: Thomsan Press india, 1985.

[9]*Encyclopedia of Britannica*, 15[th] ed. (Chicago), s.v. criminal investigation.

[10]العینی، بدر الدین، ابو محمد محمود، حنفی، البنایہ شرح الھدایہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2000، باب بیع وتصرف، جز:11،ص:123

[11]لجنۃ العلماء، الفتاوی الھندیہ، باب فی الحبس، جز:3،ص:414

[12]ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، جز:3،ص:206

[13]ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی السیر ینال منہ ویضرب، جز:3،ص:58، رقم الحدیث:2681،

[14]ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، جز:5،ص:589

[15]حبان بن حبلہ بلخ کے امیر تھے۔ان کی گفتگو عصام بن یوسف کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔عصام کی وفات 220-211ھ کے دوران کی درج کی گئی ہے۔تو گویا اسی زمانے میں یہ بلخ رملی کے امیر تھے۔

[16]عصام بن یوسف (متوفی:220-211ھ) عصام بن یوسف بن میمون بن قدامہ، ابو محمد الباھلی، البلخی امام محمد وامام ابو یوسف کے مصاحب میں سے تھے۔یہ محمد بن سماعۃ، ابن رستیم اور ابی حفص البخاری کے ہم زمانہ تھے۔ابراہیم بن یوسف کے بھائی تھے۔شعبہ، سفیان ثوری وغیرہ سے روایت کی۔اپنے زمانے میں بلخ کے شیخ تھے۔(الذھبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، دار الغرب الاسلامی، الطبعہ الاولی، 2003، جز:5،ص:396)

[17]ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، جز:4،ص:87

[18]ابن عابدین، محمد امین، رد المختار، کتاب السرقہ، جز:4،ص:87

[19]ابن تیمیہ، تقی الدین، ابو العباس، احمد، فتاویٰ لابن تیمیہ، جز:40،ص:135

[20]UN General Assambly, "UN convention against torture and other cruel, in human or degrading treatment or punishment" A/Res/39/46 , December, 1986.

[21]Article- 11

[22](Declaration on the protection of all Persons from being subjected to torture and Othercruel, inhuman or degrading treatment or punishment, G.A. res. 3452 (XXX), annex, 30 U.N. GAOR Supp. (No. 34) at 91, U.N. Doc. A/10034 (1975).)
[23]Geneva convention. 1949. Article 3
[24]Michael O'Boyle, " Torture and emergency powers under the european convention on human rights: Ireland v.The United Kingdom" *The American Journal of International Law* 71, No. 4 (1977): 675.
[25]J.Derek latham, "The Parker Report, supra note 13" Bulletin British Society for middle eastern studies 13, no.1. (1986): paras.35-42, at 7-9.
[26](Lord Gardinar 1900-1990) برطانوی لیبر پارٹی کے ممبر تھے۔ جو کہ طویل عرصے تک لارڈ ہائی چانسلر کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دوران انہوں نے برطانوی قانون میں کئی تبدیلیاں کرائیں۔

"Lord Gardner" https://en.wikipedia.org/wiki/Gerald_Gardiner,_Baron,Gardiner,May 1,2012.
[27]Michael O'Boyle, "Torture and emergency powers under the European convention on human Rights: Ireland v.The United Kingdom" *The American Journal of International Law* 71, No. 4 (1977): 677-679 ,700.
[28]ANF Derry, "British torture base revealed" Irish Republican News, August 9, 2013, http://republican-news.org.
[29]طاہر شاہ، لندن میں 1966 میں پیدا ہوا۔ ایک ڈاکومینٹری میکر تھا۔ پشاور میں جولائی 2005 میں گرفتار ہوا۔
Tahir shah .https://en.wikipedia.org/wiki/Tahir_Shah.15-09-2015.

[30]Saad mahboob, Pakistani Jails, http/Pakistani Jails.blogpost.com, last accessed 25-08-2015.
[31]Jason Ditz," Pakistan's ISI detained, tortured hundreds for CIA" news.antiwar.com, Feb 2013,last accessed, 26-8-2015
[32]New York Post, "The Brutal Tortur ISIS Hostages Endured Before Their Exceution"nypost.com,26-08-2015
[33]Dunia News,"Pakistan police Torture techniques in police stations" dailymotion.com, last accessed 26-08-2015.
[34]"Prisoners in Pakistan" youtube.com last accessed 25-08-2015.
[35]پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2012، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، لاہور، مئی 2013، ص :64
[36]Michael John Garcia،Legislative Attorney،American Law Division, "-Interrogation of Detainees :Overview of the McCain Amendment: CRS Report for Congress-Received through the CRS Web-Order Code RL33655"- Updated October 23, 2006
[37](Joseph Cofer Black born 1950) امریکی ایجنسی سی آئی اے کے ممبر نیز سفارت کار رہے۔ 2002 میں امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے ان کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کا کوآرڈینیٹر بنایا۔ 2005-2008 کے دورانیے میں یہ بلیک واٹر امریکہ کے وائس چیرمین رہے۔
The Center for torture Accountability, "Cofer Black" http://tortureaccountability.org/ last accessed April 3, 2013.
[38]David P. Forsythe, "United States Policy toward Enemy Detainees in the "War on Terrorism" *Human Rights Quarterly* 28, No. 2 (2006): 471.
[39]ibid p 472-475
[40]Michael John Garcia, "Interrogation of Detainees: Requirements of the Detainee Treatment Act, Legislative Attorney,(August 26, 2009): 6.
[41]Luis Fisher, "Extraordinary Rendition: The Price of Secrecy" *American University Law Review* 57, no.5 (2008): 1420,1421.
[42]خالد المصری (پیدائش: 1963) جرمن اور لبنانی شہریت کا حامل جس کو مقدونیا کی پولیس نے اس کو گرفتار کرکے یو ایس انٹیلی جینس کے حوالے کیا جس نے تفتیش کے نام پر انتہائی تشدد کیا۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Khalid_El-Masri(12-09-2015)

[43]ibid p 1442-43

[44]Report of the Events Relating to Maher Arar ,Factual Background volume ii Commission of Inquiry into the Actions of Canadian Officials in Relation to Maher Arar(2006) Public Works and Government Services Canada Ottawa, Ontario KIA OS5,p 805-13

[45]السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابو بکر، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، مکتبہ نزار مصفی الباز، طبع اولی، 1425ھ، 2004ء، ص:172

[46]القاہر باللہ (متوفی:339ھ) محمد بن المعتضد باللہ، 320ھ میں خلیفہ بنا(الذھبی، سئر اعلام النبلا، ج:15، ص:98)

[47]المستکفی باللہ ابن المکتفی (338-292ھ) کمزور بادشاہ تھا جلد ہی معزول وقید کیا گیا(الزرکلی، الاعلام، ج:4، ص:104)

[48]السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص:279

[49]Michael John Garcia, “Interrogation of Detainees: Requirements of the Detainee Treatment Act, Legislative Attorney (August 26, 2009) 10.

[50]Ibid. p 11)

[51]ابن عابدین، محمد امین، ردالمحتار، جز:4، ص:88

[52]ایضاً، ج:6، ص:395

[53]لجنۃ العلماء، فتاوی الھندیہ، ج:3، ص:414

[54]الزحیلی، وھبہ بن مصطفٰی، ڈاکٹر، الفقہ الالامی وادلتہ، جز:6، ص:339،

[55]ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم بن محمد، البحر الرائق، دار الکتاب الاسلامی، فصل فی الحبس، جز:6، ص:308

[56]الفتاوی الھندیہ، باب فی الحبس والملازمہ، جز:3، ص:414

[57]القرآن، الاعراف، 26:7

[58]المرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایہ، ج:2، ص:356

[59]الماوردی، ابوالحسن علی بن محمد، الاحکام السلطانیہ، دارالحدیث القاہرہ، جز:1، ص:348

[60]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسئر، باب الکسوۃ الاساریٰ، جز:4، ص:60، حدیث نمبر:3008

[61]ابو یوسف، امام، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دار المعرفہ للطباعۃ والنشر، 1302ھ، جز:161

[62]الزحیلی، وھبہ بن مصطفٰی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، سوریا، دمشق، جز:7، ص:269

[63]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح، جز:5، ص:145، حدیث نمبر:4247

[64]موسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ، وزارت الاوقاف، کویت، الطبعۃ الثانیہ، 1404ھ، دار السلاسل، کویت۔ جز:16، ص:327

[65]UNSMR Rule No 31

[66]Susan Kramer, “Women In Prison” *British Medical Journal (Clinical Research Edition)* 289, No. 6440 (1984): 320.

[67]Peter Clark, “Strip Search Laws http://www.legalmatch .com (accessed -17 03.14) From Wikipedia United States of america

[68]Jose Rivera, “What Is a Body Cavity Search” *Legal Match Law Library.htm*. www.legalmatch.com (accessed, march 2014)

[69] (the "ECtHR") decision in Wainwright v. United Kingdom (App No 12350/ 04, 26 September 2006).

[70]M. Margaret McKeown, “Strip Searches Are Alive And Well in

America” *Human Rights* 12, No. 3 (1985): 36-43.

[71]Bernard Cullen, "Why strip-searching is an Unpleasant Necessity" *Fortnight* No.213, (1985): 7.
[72]Ibid, p.7
[73]M. Margaret McKeown, "Strip Searches Are Alive And Well in America" *Human Rights* 12, No. 3 (1985): 42.
[74]Mahadevappa Mahesh, "Use of full body scanners at airports" *BMJ: British Medical Journal* 340, no. 7745 (2010): 490-491.

[75]ابوداود، سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، جز:3، ص:54، حدیث نمبر:2674

[76]الموسوعۃالفقھیہ الکویتیہ، جز:16، ص:327

[77]الواقدی، محمد بن عمر، مغازی الواقدی، باب غزوہ بنی قریظہ، جز:2، ص:514

[78]لجنۃ العلماء، فتاویٰ الھندیہ، جز:3، ص:414

[79](Amnesty International REPORT ON TORTURE in association with amnesty International Publications Secondedition1975.First published in 1973 by Gerald Duckworth & Co. Ltd.The Old Piano Factory,43 Gloucester Crescent, London NW1.© 1973, 1975 Amnesty International p.109
[80]Torture and Emergency Powers Under the European Convention on Human Rights p. 696
[81]McCain Amendment, October 23, 2006, CRS 6

[82]القرطبّی، محمد بن احمد بن رشد، البیان والتحصیل، دارالغرب الاسلامی بیروت لبنان، 1988، جز:16، ص:383

[83]القرآن، الدھر، **8:76**

[84]الواقدی، محمد بن عمر، مغازی، باب غزوہ بنی قریظہ، جز:2، ص:514

[85]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الما، جز:3، ص:112، رقم الحدیث:2365

[86]الطبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر للطبرانی، دارالصمیعی، ریاض، 1994، جز:22، ص:393، رقم:977

[87]الجوزجانی، ابوعثمان، سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور، دارالسلفیہ، ہند، 1982، باب جامع الشہادہ، جز:2، ص:396

[88]القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب فضل النفقہ علی العیال والمملوک، جز:2، ص:692

[89]ابوزید، عمر بن شیبہ، البصری، تاریخ المدینہ لابن شیبہ، جدہ، 1399ھ، ذکر سرایا رسول اللہ، جز:2، ص:435

[90]الھندی، علاءالدین، المتقی،، کنزالعمال، مؤسسۃالرسالہ، 1981، جز:13، ص:19، حدیث نمبر، 26588

[91]Torture and Emergency Powers Under the European Convention on Human Rights . 700McCain Amendment, October 23, 2006, CRS 6
[92]ANF Derry, "British Torture base revealed,11.08.2013 13:58:48" http://en.firatnews.com/news/out-there/british-torture-base-revealed. htm/rss)

[93]ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الاسیر یوثق، جز:3، ص:57، رقم الحدیث:2680

[94]النبا، 9:78

[95]Department of Justice, Office of Legal Counsel, "Memorandum Regarding Application of the War Crimes Act, the Detainee Treatment Act, and Common Article 3 of the Geneva Conventions to Certain Techniques That May Be Used by the CIA in the Interrogation of High-level Al Qaeda Detainees," July 20, 2007-